UNIVERSAL LIBRARY
OU-232906
UNIVERSAL LIBRARY

تصویر نور

یعنی سراپای مبارک با شمائل اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

مصنفہ

شمس العلماء خان بہادر نواب عزیز جنگ ولا تخلص

سنہ ۱۳۱۷

اسکی رجسٹری ہوچکی ہے اور مصنف کے تمام حقوق محفوظ ہین

مطبع عزیز المطابع

تقریظ نتیجۂ کلکِ فضائل رقم حضرت مولانا مولوی سید نور الضیاء الدین صاحب مفتی مجلس عالیہ عدالت سرکارِ عالی

خُلِقتَ مُبرّاً مِن کُلِّ عَیبٍ
کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ

دورِ عثمانی کے برکات کا یہ بہترین یادگار ہے کہ شمس العلما خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر المتخلص ولا نے سراپائے اقدس حضرت سرورِ عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس خوبصورتی کے ساتھ تصنیف فرمایا جس کو دیکھ کر ہر ایک صاحبِ ایمان کے دل سے فرمانروائے عہد کے حق میں دعائے خیر نکلتی ہے جس کے عہدِ میمنت کی یہ خصوصیت اور برکت ہے کہ اہلِ کمال ایسے مبارک کاموں کی جانب متوجہ ہیں۔ لائق مصنف کی زبان کی سلاست اور حلاوت بندش کی چستی مضامین کی بلندی میں یہ مجموعہ نعت سراپا ممتاز ہے۔ اسکا عالمانہ انداز ہر ایک بند میں شاعری کے ساتھ محبت کا پہلو لئے ہوئے اور عاشقانہ رنگ میں یہ کام فاضل مصنف ہی کا حصہ ہے۔ میری دعا ہے کہ مصنف کی یہ محنت مقبول بارگاہِ صمدی۔ وسیلۂ نجات اور ذریعہ برکات ہو۔ آمین۔ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر

تصویر پری است یا کہ نقش حورے — دارد ز تجلیش فروغ طورے
تاریخ بکوششِ یہ طبعِ ضیاست — تصویر محمدی سراپا نورے
۱۳۳۸ھ

تقریظ تاریخی ریختۂ کلک بلاغت رقم جناب مولوی سید غلام جیلانی صاحب فاضل رکن مجلس عالیہ عدالت

هو العزيز

النقش من قلم المولى الانعم العالي بكماله

ما احسن التصوير ذا كشف الذي جماله

تاريخه للفاضل نقش محسن مقاله

تصوير نور محمد صلوا عليه واله

۱۳۳۸ھ

بندہ غلام حسین

۱۳۳۸ھ

فہرست مضامین تصویر نور

نشان سلسلہ	ابواب	نشان صفحہ
۱	۲	۳
۱	دیباچہ	۶
	باب اوّل متعلق بہ تعمیمات سراپاے مبارک	
۲	چہرۂ مبارک	۹
۳	جسم مبارک	۱۱
۴	پوست مبارک	۱۳
۵	رنگ مبارک	۱۴
۶	قامت مبارک	۱۵
۷	ملبوس مبارک	۱۷
۸	سایۂ مبارک	۲۰
۹	خوے مبارک (پسینہ)	۲۱
	باب دوم متعلق بہ تخصیصات سراپاے مبارک	
۱۰	سر مبارک	۲۳
۱۱	دماغ مبارک	۲۶

۱۲	گیسوے مبارک	۲۸
۱۳	فرقِ سرِ مبارک	۳۰
۱۴	جبینِ مبارک	۳۲
۱۵	کاکلِ مبارک	۳۴
۱۶	ابروے مبارک	۳۶
۱۷	چشمِ مبارک	۴۰
۱۸	مردمکِ مبارک	۴۳
۱۹	مژگانِ مبارک	۴۵
۲۰	نگاہِ مبارک	۴۷
۲۱	عارضِ مبارک	۵۰
۲۲	بینی مبارک	۵۲
۲۳	گوشِ مبارک	۵۴
۲۴	زلفِ مبارک	۵۷
۲۵	دہانِ مبارک	۶۰
۲۶	لبِ مبارک	۶۳

۲۷	زبانِ مبارک	۶۵
۲۸	آوازِ مبارک	۶۹
۲۹	دندانِ مبارک	۷۳
۳۰	زنخدانِ مبارک	۷۴
۳۱	ریشِ مبارک	۷۶
۳۲	بروتِ مبارک	۷۸
۳۳	غبغبِ مبارک	۸۰
۳۴	گردنِ مبارک	۸۳
۳۵	دوشِ مبارک	۸۶
۳۶	بغلِ مبارک	۸۸
۳۷	مُہرِ نبوّت	۸۹
۳۸	دستِ مبارک	۹۱
۳۹	بازوے مبارک	۹۴
۴۰	آرنج مبارک (کہنی)	۹۵
۴۱	ساعد مبارک (کلائی)	۹۶

۴۲	پنجۂ دستِ مبارک	۹۷
۴۳	کفِ دستِ مبارک	۹۸
۴۴	انگشتانِ دستِ مبارک	۹۹
۴۵	ناخنِ دستِ مبارک	۱۰۰
۴۶	پشتِ مبارک	۱۰۲
۴۷	سینۂ مبارک	۱۰۳
۴۸	قلبِ مبارک	۱۰۴
۴۹	شکمِ مبارک	۱۰۶
۵۰	کمرِ مبارک	۱۰۷
۵۱	پاے مبارک	۱۰۸
۵۲	رانِ مبارک	۱۱۰
۵۳	زانوے مبارک	؍؍
۵۴	ساقِ مبارک	۱۱۱
۵۵	کعبِ مبارک	؍؍
۵۶	قدمِ مبارک	۱۱۲

۵۷	پنجۂ پاے مبارک و پاشنۂ مبارک	۱۱۲
۵۸	کفِ پاے مبارک	//
۵۹	ناخن پاے مبارک	۱۱۳
۶۰	نعلینِ مبارک	//
۶۱	رفتار مبارک	//
۶۲	خاتمہ سراپا	۱۱۴
۶۳	دُعا	۱۱۵
۶۴	قطعات تاریخی سراپا	۱۱۸

تصویر نور

یعنی سراپاے مبارک باشمائل اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

مصنفہ

شمس العلما خان بہادر نواب عزیز جنگ ولا تخلص

سنہ ۱۳۳۸

اسکی رجسٹری ہو چکی ہے اور مصنف کے تمام حقوق محفوظ ہین

مطبوعہ عزیز المطابع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنائی ایسی مورت خود ہے عاشق جسکی صورت پر نزاکت ہے فدا صنعت ہے قربان حُسنِ صنعت پر	١	سراپا ہون تصدّق اے ولا اس دستِ قدرت پر مین آئینہ ہون اُس تصویر کا جسکی نزاکت پر

اسی مورت اسی تصویر کا عالم مین شُہرا ہے
اسی معشوق و محبوبِ خدا کا یہ سراپا ہے

مین ہون شاگرد استادِ ازل میرا وہ رہبر ہے قصیدہ یہ مرا الحمدِ قرآن کے برابر ہے	٢	مرے دل مین سراپا اشتیاق نعت سرور کی مرا ممدوح معشوقِ رُسل محبوبِ داور ہے

ز تشبیبِ غزل بگریزم اینجا در سخن گفتن
کہ می خواہم بتاریک نفس صد بکرِ جان سفتن

۳

زمین شعر پہ فکر رسا ہے آسمان میری
فصاحت کے چمن مین مثل سوسن ہر زبان میری
سفینہ ہے بحور شعر مین طبع روان میری
ولا عشق گل وبلبل سے بہتر داستان میری

مین محبوب خدا کا عاشق صادق ہون دنیا مین
امید وصل جس معشوق کی ہے مجکو عقبیٰ مین

۴

حسینون سے سوا ہے اس مری معشوق کی صورت
سراپا حسن ہین ظالم ہین وہ یہ آیہ رحمت
فرشتون سی ہی فائق اس مری محبوب کی سیرت
وہ اپنے عاشقون کے حق مین دوزخ ہین یہ جنت

ولا مشہور ہے ظلم وستم انکا زمانے مین
یہان لطف وکرم اس کا سنوگے ان فسانے مین

۵

حسینان جہان معروف اپنی بیوفائی سے
پریزادان وہر آئینہ رو ہین خودنمائی سے
مرا معشوق ہے مشہور پیمان کی سچائی سے
مرا محبوب ہے آئینہ دل دل کی صفائی سے

خیال انکو نہین اپنی پرانی آشنائی کا
مرے دلدار کے دل مین لحاظ اپنے فدائی کا

۶

بحمد اللہ مین حلیہ نگار جسم سرور ہون
بنی ہین کیا مرا آنکھین مین وہ فوٹوگرافر ہون
مین نقاش نقوش دلکش روے پیمبر ہون
دل آئینہ ہے جسپر عکس گیر روے انور ہون

سراپاے محمدؐ کی کتابت کام ہے اپنا

وِلا چہرہ نویسِ جسمِ احمد نام ہے اپنا

۷ مصوّر ہون فن تصویرِ قلمی ہے بہت مشکل
تصدق سے ترے اس فن مین اب استاد ہون کامل
بنا موے پلک کا مو قلم اور لوح میرا دل
ہوا ہے مانی و بہزاد پر مجھکو شرف حاصل

اتر آیا تھا تیرا عکس گو آئینۂ دل پر
مگر مائل مرا دل ہوگیا اندازِ مشکل پر

۸ بنایا مو قلم موے خط مشکین خوبان سے
سیاہی لی سوادِ دیدۂ محبوب کنعان سے
قلم سرمے کا ہاتھ آیا وِلا لیلیٰ کی مژگان سے
لبِ شیرین سے تہا شنجرف یا لعلِ بدخشان سے

چمن نے دفترِ اوراقِ گل کو کر دیا کاغذ
اسی سے گلرخون کا صفحۂ عارض بنا کاغذ

۹ سراپاے نبی مین قصد ہے طبع آزمائی کا
سوادِ دیدۂ روشن ہے کاجل روشنائی کا
تعلّی مین نہین کچھ خوف مجکو خودستائی کا
مرا خونِ جگر شنجرف ہے رنگِ حنائی کا

بر اوراقِ فلک حُسنِ سراپا گر رقم گردد
سراپاے نیستانِ زمین صرفِ قلم گردد

۱۰ نظر آئی مجھے جسدن سے اس مہتاب کی صورت
تڑپتا ہون مین یادِ حسن مین سیماب کی صورت
مری آنکھون مین پھرتی ہی وِلا اس خواب کی صورت
نہ نکلی ہاے تسکینِ دلِ بیتاب کی صورت

سراپا منہمک ہون حسنِ تصنیفِ سراپا مین
برنگ آئینہ حیران ہون یا دلطف رُویا مین

جمی رہتی ہین آنکھین حسنِ تصویرِ خیالی پر ۱۱ لگا رہتا ہے دل ہر ایک تشبیہ مثالی پر
کبھی مین آفرین کہتا ہون اپنی خوش مقالی پر کبھی کرتا ہون نفرین اپنی طبع لااُبالی پر

غلام اسکا ہون مین اس فن مین مولے ہے مرا مالک
کئے جاتا ہون اپنا کام آگے ہے خدا مالک

بہت کچھ لکھ چکے ہین گرچہ استادانِ نامآور ۱۲ سبھون کا طرز ہے ایکی سبھون کا ایک ہی مسطر
کلام حضرت محسنؔ و لاؔ اورون سے ہے بہتر مگر جدّت کو بدعت جانتے ہین سب سخن پرور

سراپاے نبی مین بھی نرالا ڈھنگ ہے اپنا
فن تصویر مین بھی اور ہی کچھ رنگ ہے اپنا

بابِ اوّل متعلق بہ تعمیمات سراپاے مبارک

چہرہ مبارک

منم آن چہرہ پردازے کہ نقش چہرہ بردارم ۱۳ بپرداز نقوشش از نکاتِ او خبر دارم
نگہ دارم کہ از ابروے او تیغے بسر دارم بحفظ خویشتن موضوع خود پیش نظر دارم

زجامِ چشم مخمورش بمدہوشی کنم کارے

کہ نایدا سے **ولا** ہر گز ز دست صنع ہشیارے

۱۴
ولا چھرہ مرا روشن ہے وصف وی تابان سے
یہی ہے چاندکی منزل بروج جسم انسان سے
نکل آتا ہے چھرہ چاند بنکر جیب گریبان سے
نقاب حسن اٹھجاتی ہے پھر چشم سخندان سے

منم آن چھرہ پردازے کہ بوسد آسمان دستم
بصنعت اوستادِ چھرہ پردازِ جہانستم ے

۱۵
یہی چھرہ بنا حسن آفرین سارے حسینونکا
یہی چھرہ جمالِ دلنشین حُسن آفرینونکا
یہی چھرہ ہے انداز حسین سب نازنینونکا
یہی چھرہ ہے نقشِ دربین باریک بینونکا

منم آن چھرہ پردازِ گلِ رنگینِ روے او
کہ آب ورنگ صدبستان فدا سے رنگ وبوے او

۱۶
تکمل مصحف عارض اسی کا ایک پارہ ہے
ولا انگشت بینی بھی اسی کا اک اشارہ ہے
(چمن رخسار) کا اس گلشن رخ مین نظارہ ہے
گل گوش مبارک بھی اسی کا گوشوارہ ہے

اسی کو مطلع خورشید و برج ماہ کہتے ہین
ہم اسکو چھرۂ پاکِ رسول اللہ کہتے ہین

۱۷
اسی چھرے مین ہی اس شاہ کی پیشانی انور
اسی مین ابرو پرخم اسی مین زلف سرتاسر
اسی مین دیدۂ حق بین بصیرت کا بنا جوہر
اسی مین عارض گلگون اسی مین بینی اطہر

ے چھرہ پرداز جہان کنایہ از آفتاب ۱۲

اسی مین وہ لبِ جان بخش ہے چاہِ زنخدان ہے
اسی مین ہے دہن جسکے صدف مین سلکِ دندان ہے

۱۸ اسی چہرے مین ہے لیلٰے سوادِ زلفِ پیچان سے
اسی چہرے مین یوسف آپکے چاہِ زنخدان سے
اسی چہرے مین ہے شیرین لبِ شیرین کے عنوان سے
اسی چہرے مین حورانِ جنان رخسارِ تابان سے

اسی پر خالقِ حسن آفرین سو دل سے عاشق ہے
یہی چہرہ جمال وحسن ورعنائی کا خالق ہے

۱۹ اسی چہرے کو کہتے ہین کتابی سب سخن پرور
اسی مین خط سے ہین اشعار وصفِ روئے پیمبر
اسی مین صفحۂ عارض شکن ہاے جبین مسطر
کتابی چہرۂ انور کا شیرازہ ہے زلفون پر

روایاتِ مبین مین ہر جگہ اسکے اشارے ہین
ولاؔ یہ کارنامے کاتبِ قدرت کے سارے ہین

جسم مبارک

۲۰ صفاتِ جسمِ اقدس ہین کچھ ایسا لطف پاتا ہون
خیالِ حسن مین آپے سے باہر ہو ہی جاتا ہون
مسرت سے مین جامے مین نہین پھولے سماتا ہون
کبھی ہنستا ہون مثلِ گل کبھی مین مسکراتا ہون

کچھ ایسی تازگی میرے تنِ لاغر نے پائی ہے
بڑھاپے مین نئے سر سے جوانی واپس آئی ہے

۲۱

ولا جسم مبارک نور یزدانی کا پتلا ہے
اسی نور مجسّم کا مرقّع یہ سراپا ہے
جسے خود اپنے ہاتھوں صانع قدرت نے ڈھالا ہے
اسی کا عکس ہے جرم قمر خورشید سایا ہے

زمین پر عمر بھر ہم نے نہ پایا اسکے سائے کو
سمجھتے ہی نہ تھے کچھ آج تک ہم اس کنائے کو

۲۲

اسی جسم منوّر مین ہین سب اعضاے نورانی
اسی سے ہم کو آتے ہین نظر انوار رحمانی
چمکتی اس مین ہین آنکھین منوّر ہے پیشانی
اسی مین آئینے ہین اور آئینون مین حیرانی

اسی مین ہین کرشمے جلوۂ اسرار عالم کے
اسی مین جا بجا پائے اشارے اسم اعظم کے

۲۳

اسی مین کان ہین دریا ہین جنہین لعل و گوہر ہین
اسی مین بلبل و گل قمری و سرو و صنوبر ہین
اسی مین آسمان ہین جنپہ مہر و ماہ و اختر ہین
اسی مین نیزہ و تیر و کمان شمشیر و خنجر ہین

مزا ملتا ہے اس تشبیہ کا ہر اک سخندان کو
سزا کافر کو ملتی ہے جزا مرد مسلمان کو

۲۴

سراپا تھا تناسب آپکے اعضاے روشن مین
بڑھاپے مین جسامت تھی مگر سستی نہ تھی تن مین
گٹھیلا تھا بدن پھرتی نظر آتی تھی بچپن مین
ولا قوت نہ تھی ایسی کبھی جسم تہمتن مین

مرا تن من فدا اس جثۂ نازک کی نرمی پر

تصدق گرمجوشی خلق کی۔ اس تن کی گرمی پر

تناور تھے تن آسانی سے دائم آپکو نفرت تن تنہا کیا کرتے تھے اپنی قوم کی خدمت	۲۵	نہ تھی تن پروری تھی تندہی سے آپکو الفت اسی سے تندرستی آپکی تھی جسم کی زینت

ولا تن زیب کی حاجت نہ تھی خود جسم تھا جوہر
رہا کرتی تھی چادر آپکے اعضاے روشن پر

سراپا (جسم اقدس کا سراپا) ہے مرا حامی دلاتے ہین بھروسہ ہر طرح آئین اسلامی	۲۶	اسی خلق مجسم کے سراپا سے ہوا نامی قیامت مین ولا ممکن نہین اب میری ناکامی

جلائیگی نہ دوزخ اب قیامت مین مرے تن کو
وسیلہ اپنا کرونگا ولا اس جسم روشن کو

پوست مبارک

زجلدش پوست برکردن چرا ترک ادب باشد سکوت از دقت مضمون ولا حفظ تعب باشد	۲۷	ہمانا ترکش از اہل سراپا بے سبب باشد پے وقت پسند این امتحان وجہ طرب باشد

سراپا خامۂ من پوست می اندازد از ہیبت
ولا سا میشود از دست تا پا او کند ہمت

تن سیمین پہ نازک پوست۔ ریشم کی قبا کہیے	۲۸	بدن پر ہے سے نازک جا بجا ہین انکو کیا کہیے

یہ گلبوٹے ہین اُس کو جامدانی کی عبا کہیے
سخنگو کچھ نہ کہیے صرف نورانی ردا کہیے
مشجر پوستینِ گلبدن ہے فصل سرما مین
ولا آبِ رواں یا ریشمی ململ ہے گرما مین

ولا آبِ رواں۔ ایک طرح کپڑے کا نام (امیر اللغات)

۲۹
قباے گُل گلابی جسم پر حُسنِ نزاکت ہے
رگوں کی سبز بیلین جامدانی کی شباہت ہے
مقدس پوست کی نرمی مین ریشم کی لطافت ہے
یہان یہ دستکاری صانعِ قدرت کی صنعت ہے
حقیقت اسکی کہدی پوست کندہ اے ولا ہم نے
صلے مین کی عطا اک پوستین خُلقِ مجسم نے

رنگ مبارک

۳۰
ولا رنگِ سخن ایسا نہ تھا آگے کبھی اپنا
ادب سے اُڑ گیا اس رنگ مین رنگِ نوی اپنا
یہان رنگِ طبیعت آج ہے کچھ اور ہی اپنا
اُلجھ جاتا ہے رنگ آمیزیِ مضمون سے جی اپنا
سراپا مین بندھا جب رنگ ذوقِ لفظ و معنی کا
حیا سے رنگ پھیکا پڑ گیا بہزاد و مانی کا

۳۱
مرے ممدوحِ محبوبِ خدا کی موہنی صورت
یہی تصویر عکسی ہے یہی ہے عکس کی رنگت
مری رنگینیِ تحریر کو اس رنگ سے اُلفت
اب اس تصویر مین کچھ رنگ بھرنے کی نہین حاجت
یہی ہے رنگ نازک عکس ہے یہ نور ایمان کا

نظر آتا نہین سایہ اسی سے جو ہر جان کا

کسی کا رنگ گورا ہے کسی کا رنگ کالا ہے — ۳۲ — مگر اپنی صباحت مین یہ گورون سی نرالا ہے
مرے اس شہدُ کیا رنگ نیرنگی نکالا ہے — گلابی رنگ اس کا صبح گلشن کا اُجالا ہے

سخن سنجان اردو گوری رنگت اسکو کہتے ہین
حسینان عرب حسن صباحت اسکو کہتے ہین

بغیر رنگ آمیزی یہان ہم صاف کہتے ہین — ۳۳ — اسی رنگت کو ارباب بلاغت صاف کہتے ہین
صباحت کو چمک کو رنگ کے اوصاف کہتے ہین — اسی تن کے گلابی رنگ کو شفاف کہتے ہین

بہر ساعت ولا برمی کند آن لالہ رو رنگے
کہ دارد آب و رنگش در بدن پیراہن تنگے

صباحت آپکی رنگت کی تعریف حقیقی ہے — ۳۴ — اسی خورشید روسے ماہِ کامل کی تجلی ہے
ولا تشبیہ گلروئی یہان کیسی رنگیلی ہے — کہا اس رنگ کو رنگین بیانون نے گلابی ہے

سراپا اس سپیدی مین ولا سرخی جھلکتی تھی
پسینے سے گلابی عطر کی خوشبو مہکتی تھی

قامت مبارک

کھڑا ہون اے ولا تصویرِ قامت کیلئے تنکر — ۳۵ — عروس فکر بھی آئی ہے بر مین آج بن ٹھن کر

مضامین سامنے آئے چلے جاتے ہین بنکر
مرا محبوب جب چلنے لگا سروِ روان بنکر

اٹھایا مین نے پھر چلتی ہوئی تصویر کا خاکا
سراپا یہ وہی ہے قامتِ دلجوے رعنا کا

۳۶
ولا طفل قلم نے کیا سہانا قد نکالا ہے
محبت کیون نہو یہ ہاتھ کی گودیکا پالا ہے
اسی نے میری صناعی کی رونق کو سنبھالا ہے
سمجھتا ہون کہ آگے چلکے یہ کچھ ہونیوالا ہے

سہارے سے اسی قامت کے یہ کاغذ پہ چلتا ہے
صفاتِ قد مین یہ مجھ سے بھی آگے چل نکلتا ہے

۳۷
قدِ موزونکو شاعر مصرعِ برجستہ کہتے ہین
ہم اسکو منتخب اشعار کا گلدستہ کہتے ہین
ملائک سروِ قد کو سدرۂ نورستہ کہتے ہین
اسی کا ہم ولا شمشاد کو وابستہ کہتے ہین

کہا ہے مکیون نے نخل بستان عرب اسکو
عجم مین نونہال ہاشمی کہتے ہین سب اسکو

۳۸
تصدق ہوگئی خوبون کی رعنائی اسی قد پر
ہوئی قربان حسینونکی دل آرائی اسی قد پر
ولا اوصاف مین ہے ختم زیبائی اسی قد پر
رسالت کی قبا زیبا نظر آئی اسی قد پر

اگر ہم دیکھ پائین ایک لٹکا حُسنِ قامت کا
تو پھر چرچا ہوا اس عالم مین آثارِ قیامت کا

قد بالا ترا روشن ہوا تیری امامت سے تری تکبیر نے واقف کیا قد اور قامت سے	۳۹	تری ہم اقتدا مین ہو گئے غافل اقامت سے ملی یہ آج دولت ہم کو مسجد کی اقامت سے

ز قامت کرد منت در یافتم حسن قد و قامت
سرم در اقتداے سجدہ قربان شد بر قامت

تری قامت مین ہے حسن سراپا کس قیامت کا قیامت کو تری ٹھوکر سے ڈر ہے اپنی شامت کا	۴۰	قیامت عکس ہے آئینۂ تصویر قامت کا گریبان چاک ہے پیراہن صبح قیامت کا

نہ ٹھوکر تو نے ماری قبر پر مُردے نہ جی اُٹھے
تری تعظیم کو ہان سرو قد سارے نبی اُٹھے

قد آور سے مرا ممدوح اپنے قد مین چھوٹا ہے شمائل مین میانہ قد اسے یوسف نے لکھا ہے	۴۱	کسی کوتاہ قد کی ہمرہی مین سرو بالا ہے قد و قامت مین یہ سرورِ وان الجود آیا ہے

اسی قامت کو اجرام فلک سدرہ سمجھتے ہین
اسی قامت کو سب حور و ملک طوبیٰ سمجھتے ہین

ملبوس مبارک

لباس نظم پہناتا ہون مین نشر رسائل کو تعلق جسطرح اعضا سے قائم ہے خصائل کو	۴۲	یہان یوسف بن اسمعیل کے گنج فضائل کو مجازی حسن سے نسبت ہے ملبوسِ شمائل کو

حقیقی حُسن محتاج لباسِ زر نہیں ہوتا
بلورین دانۂ روشن کبھی گوہر نہیں ہوتا

۴۳
ولاؔ گل پیرہن کو احتیاج پیرہن کیا ہی
جمال گلبدن[۱] کو افتقار گلبدن[۲] کیا ہی
کسی سیمین بدن کو اعتناے زیبِ تن کیا ہی
گل خوش رنگ و بو کو حاجتِ سیرِ چمن کیا ہی

لباسِ مکر میں جو حُسن عارض کو و کہاتے ہیں
حقیقت میں ولاؔ نقال بنکر مُنہہ چڑہاتے ہیں

۴۴
لباس اس سیّد ابرار کا چھ ہاتھ کی چادر
بدل تھی آپکی شلوار کا چھ ہاتھ کی چادر
عوض عمّامہ و دستار کا چھ ہاتھ کی چادر
دوشالہ تھی مرے سرکار کا چھ ہاتھ کی چادر

بسر اس سادگی سے آپ فرماتے تھے دنیا مین
تکلّف آپکا مخصوص تھا ملبوس زیبا مین

۴۵
پہنتے تھے لباسِ فاخرہ قاصد کے آنے پر
سحابِ فرق سے موسوم تھا عمّامۂ اطہر
حریر تن پہ رہتی تھی قبا اور صوف کی چادر
نہ عمّامہ ٹوپی بھی رہا کرتی ولاؔ اکثر

قمیص سیّدِ عالم کبھی زیر قبا ہوتا
کبھی ریشِ مبارک پر وہان ڈہاٹا بندھا ہوتا

۴۶
کبھی آپ ایک ہی چادر سے سترِ دست و پا کرتے
کبھی اپنی قبا کو دوش اقدس کی ردا کرتے

[۱] گلبدن. یعنی نسوتہ
[۲] گلبدن پارچہ ...

کبھی ملبوس تن مین لنگ ہی پر اکتفا کرتے
کبھی اپنے قمیص صوف مین دن بھر رہا کرتے

قباے گل سہاتی تھی مرے محبوب کے تن پر
گل بستان سے گلبوٹے بنے تھے اسکے دامن پر

۴۷
نماز عید مین رہتا تھا گلگون چادر اتن پر
رہا کرتی تھی اکثر صبح مین شبگون داتن پر
خطوط سبز کی چادر کبھی رہتی ولا تن پر
ہوا کرتی تھین اکثر چادرین دن بھر فدا تن پر

شرف راتون مین ملتا تھا رداے زعفرانی کو
ولا اعزاز دن مین چادر بُرد یمانی کو

۴۸
قمیص اقدس تن تھا شباہت مین عباے گل
قباے پاک رنگینی مین اپنی تھی قباے گل
چمن مین بلبلِ رنگین نوا مدحت سراے گل
فدا محبوب پہ ہم جس طرح بلبل فداے گل

تصدق آپکی چادر پہ زرین چادر ترسا
رداے کحلی و نیل آپ کی چادر پہ تھی شیدا

۴۹
ازار پاک ہے پاجامۂ سرکار عالی شان
اسی کا نام ہے شلوار اسی کا نام ہے تنبان
سخن گوے زبان آور چہ خوش گفتست در ایران
ازار لالہا قائم کنہ کھپایہ بر دامان

ولا لنگ مبارک ہمقدم کالی ردا کی تھی
یہی لنگ کمر کافر کے حق مین لنگ خاکی تھی

۵۰
ولاؔ کفار زمین کا ورے جسنے پاؤن پھیلایا
جگایا جس کسی کی آنکھہ پر پردہ پڑا پایا
وہین اسکی خبر لی آپ نے ایسی کہ گھبرایا
صفات پردہ پوشی تھے اسی ملبوس کا سایا

نہوگا شاعرون مین ہم سے بڑھکر کوئی خوش قسمت
صلے مین اس سراپا کے ولاؔ ہم کو ملا خلعت

سایۂ مبارک

۵۱
کھڑا تھا روبرو پایا نہین اس جسم کا سایا
ہوا باریکیون سے موقلم قاصر تو گھبرایا
نہ آیا کیا مرے مین عکس پھر فوٹو سے باز آیا
ولاؔ حلیہ نویسی مین قیافے کا مزا پایا

سراپا چشم ہون آنکھون مین سرمہ ہے بصیرت کا
مین اس صورت مین پاتا ہون تطابق حسن سیرت کا

۵۲
تری صورت کے پرتو ہین مہ و خورشید گردون پر
نگہ آنکھون کی بے سایہ ہے جب آنکھون مین ای سرور
زمین پر جوہر روشن کا سایہ پھر پڑے کیونکر
تو پھر امکان سے باہر ہے عکس قامت انور

حقیقت نور کی بے سایگی کی یون نظر آئی
چمک مخفی رہی فوٹو مین او صورت اتر آئی

۵۳
ولاؔ شمع منور کا ہے پرتو روشنی اسکی
ضیاے نور خورشید فلک پرتو بنی اسکی
قمر کا سایۂ روشن چھٹکتی چاندنی اسکی
کسی جوہر سے ہے وابستہ سایہ افگنی اسکی

ضیاے مہر و مہ کا ہم نے جب سایا نہین پایا
تو پھر اس جوہر اجرام کا کیونکر پڑے سایا

نہین پڑتا زمین پر روح کا سایہ لطافت سے تن نازک ہے فائق جوہر جان پر نظافت سے	۵۴	عیان ہے سایۂ تن روز روشن مین کثافت سے عجب ہے اے ولا اپنی فراست او ظرافت سے

تعجب کیا اگر سایہ نہین روح مجسم کا
سراپا نور سارا جسم تھا سرور عالم کا

اسی سائے کو ہم کہتے ہین ظلّ عاطفت تیرا قیامت تک رہیگا فرق عالم پر ترا سایا	۵۵	سراپا ہے کنائے مین یہان پہلو حقیقت کا یہ وہ سایہ ہے جس سائے کو آنکھون نے نہین دیکھا

نظر آنے لگا کیون۔ کیا یہ کوئی چتر شاہی ہے
یہ وہ سایہ ہے جو ہمسایۂ ظلّ الٰہی ہے

کسی کے سر پہ ہے ظلّ ہما یا شاہ کا سایہ کسی کا چاہتا ہے دل کسی درگاہ کا سایہ	۵۶	کسی پر سایۂ جن یا ہے مہر و ماہ کا سایہ مسلمانون کے سر پر ہے رسول اللہ کا سایہ

کوئی سایے مین آتا ہے کوئی سایے سے ڈرتا ہے
ترا مدّاح ظلّ عاطفت مین چین کرتا ہے

خوے مبارک (پسینہ)

۵۷
ولاؔ وصفِ عرق مین قلتِ مضمون جو پاتا ہون
کبھی بحرِ سخن مین کھا کے غوطہ ڈوب جاتا ہون
طہارت کے بہانے سے پسینے مین نہاتا ہون
کبھی خوش قسمتی سے گوہرِ مقصود پاتا ہون

کبھی چہرے سے بہتا ہے عرق اور گاہ [illegible]
ندامت سے ٹپکتا ہے پسینہ ہر بُنِ مُو سے

۵۸
پسینہ اس تنِ نازک مین جب کثرت سے آتا تھا
نزولِ وحی پر جب فکر سے دل ڈوب جاتا تھا
جمالِ جانفزا بحرِ تفکر کو دکھاتا تھا
وہ اپنے بوجھ کی گرمی پسینے سے بہاتا تھا

جہان حُسنِ شمائل مین ہوا ہے ذکر سینے کا
وہان ہے جابجا مذکور کثرت سے پسینے کا

۵۹
پسینہ آپکا شبنم ہے یا آبِ گُلِ تر ہے
جو گیسو سے ٹپکتا ہے وہ عطرِ مشک و عنبر ہے
گلابی عطر سے وہ سینۂ اقدس معطر ہے
جو عارض سے گرا کرتا ہے وہ نایاب گوہر ہے

ٹپکنے مین یہ قطرے اس قدر خوش آب ہوتے ہین
ندامت سے ولاؔ دلمین گُہر آب آب ہوتے ہین

۶۰
ٹپک پڑتی تھی خوشبو جسمِ اقدس کے پسینے سے
گرا کرتے تھے قطرہ بن کے موتی آبگینے سے
ٹپک جاتے تھے قطرے روے روشن اور سینے سے
چمک فائق رہا کرتی تھی جوہر کے نگینے سے

قبا مین پھیلتی خوشبو تو لے اُڑتی نسیم اس کو

اسی سے باغ مین کہنے لگے مشکین شمیم اسکو

۶۱
کہا ہے راویون نے عطر سے نکہت تھی حضرت کو — پسینہ آپکا مرغوب تر تھا ساری امت کو
بیان کرتے ہین سب اہلِ شمائل اس روایت کو — بڑھا دیتا تھا سرور کا پسینہ اسکی نکہت کو

وہان ہے عطرِ خالص - روح - اجسام معطر کی
پسینے مین یہان گویا کھنچی ہے روح - جوہر کی

۶۲
ولا جس راستے سے سرورِ عالم گزر جاتے — مرورِ پاک کو سب لوگ بوے پاک سے پاتے
کبھی دیگر پسینہ جسم پہ ملنے کو فرماتے — جسے اہلِ مدینہ اپنے کپڑون مین لگا لاتے

پسینے کا عطا شیشہ ہوا تھا بنتِ عتبہ کو
تعجب جسکی خوشبوئی پہ تھا اہلِ مدینہ کو

۶۳
پسینے آرہے ہین اے ولا سر تا قدم مجکو — اسی بوے مفرح نے رکھا ہے تازہ دم مجکو
خدا جانے یہان پھر روکتا ہے کیون قلم مجکو — ارے دس بند وہ لکھنے بھی دیتا کم سے کم مجکو

کنون خوے می چکد از ہر بن موے تنم اینجا
کہ از وقت پسند ان مضامینش منم اینجا

باب دوم متعلق بہ تخصیصات سراپای مبارک

سر مبارک

ولا وصفِ سرِ اقدس مین خامہ سر سے چلتا ہے
سراپا مستعد ہے منزلون چلکر سنبھلتا ہے
۶۴
روان ایسا ہے کو سون سر کے بل وہ چل نکلتا ہے
اگر مین روکتا ہون مجھپہ وہ آنکھین بدلتا ہے

مجھے اہلِ سخن اپنے سر آنکھون پر بٹھاتے ہین
مری تعریف مین بزمِ سخن سر پر اُٹھاتے ہین

مرا مطلع ہے سر جسمِ سراپاے محمدؐ کا
سرِ سرور ہے قبہ گنبدِ نورانیِ قد کا
۶۵
سراپا نور کا پتلا ہے ایجان جسمِ احمد کا
یہی سرتاج ہے ۔ سرور ہے ۔ سرِ ارکانِ شد کا

اسی کی پادشاہت ہے ۔ مسلم کشورِ تن پر
اسی کا ہے ٹھکانا قصرِ گردون بامِ گردن پر

یہ وہ سر ہے کہ سرداران عالم جسپہ قربان ہین
یہ وہ سر ہے کہ آنکھین سر بسر جسکی نگہبان ہین
۶۶
تصدق فرق کی بیدار مغزی پر دل و جان ہین
اجودان[۱] دو گوشِ حق نیوش اس سر کے دربان ہین

اسی سلطانِ تن کا گردنِ سیمین پہ دیوان ہے
دلِ خدمت پسند اس خسروِ ذیشان کا دیوان ہے

اسی کی اوّلیّت کو تفوّق ہے کل اعضا پر
حکومت ہے اسی کی جسم کے ادنےٰ و اعلےٰ پر
۶۷
اسی سر کو صدارت جملہ اعضاے رئیسا[۲] پر
اسی کی سروری قائم زبانِ نطقِ گویا پر

مدمّغ یہ نہین ہے اور عالی ہے دماغ اس کا

[۱] اجودان ۔ یعنی [illegible] ۱۲
[۲] اعضاے رئیسہ ۔ دیکھو جوہرۃ العروض کا صفحہ (۲۳) جس مین اسکی بحث ہے ۱۲

اسی کے لب سے نورانی ہے لعلِ شب‌چراغ اس کا

۶۸ اسی کی دوربینی کا ذریعہ آنکھ کا چشما — سماعت کا وسیلہ کان ہے اس کا جگر گوشا
دہن سے اس سخن پرور نے پایا ذوق کا چسکا — ولا اوصاف کی ہے ناک وصفِ شامۂ اسکا

خبر جس کی اسی سرور کو ہاتھوں ہاتھ جاتی ہے
اسی سے ہر بنِ انگشت میں حس آہی جاتی ہے

۶۹ اسی میں ہیں خمِ ابرو سے دو شمشیر پُر جوہر — ولا آنکھوں کے دنبالوں سے ہیں آتی دو خنجر
اسی میں ہیں لب و دندان سے کانِ لعل میں گوہر — اسی گلزار میں چاہِ ذقن سیبِ زنخدان پر

اسی میں خال تھا اب ہم خطِ عارض کو پاتے ہیں
کبھی تھا تخمِ ریحاں آج سبزے لہلہاتے ہیں

۷۰ اسی محبوبِ سر کے عارضِ گلگوں پہ ہیں دو گل — انھیں گلہاے رنگیں کا دل مدّاح ہے بلبل
اسی محبوب کی ہیں دونوں زلفیں غیرتِ سنبل — اسی محبوب کے ہے ناصیے پر طرّۂ کاکل

اسی محبوب کے چاہِ ذقن سے آبیاری ہے
اسی محبوب کی ریحِ نفس بادِ بہاری ہے

۷۱ اسی محبوب سر کی ہے جبین اک مطلعِ انور — اسی محبوب کے عارض ہیں مہر و ماہ سر تا سر
اسی محبوب کے الماسِ دندان سے خجل گوہر — اسی محبوب کا یاقوتِ لب ہے لعل کا جوہر

خمِ شمشیر اس محبوب کے ابرو سے ہے نادم
اسی محبوبِ سر کی آنکھ کے ہتیار ہین خادم

بڑا تھا آپکا سر یہ بزرگی عین حکمت تھی بظاہر آپ تھے اُمّی مگر خالق کی قدرت تھی	۲	سراسر یہ کمیّت عقلِ کامل کی علامت تھی کہ باطن مین یہان علم لدنّی کی فضیلت تھی

ولا اہلِ شمائل متّفق ہین سر کی عظمت مین
وہ فردِ منتخب تھے دانش و عقل و فراست مین

معاصر جانتے ہین سب مرے اشغال کی کثرت مگر کم فرصتی مین مین نے کی اس کام کی ہمّت	۳	یہان کامون سے مجکو سر اُٹھانے کی نہ تھی فرصت کسی کا ہاتھ تھا سر پر ٹھکانے لگ گئی محنت

یہ فرمانے لگے سب سرپرستانِ سخن یکسر
ولا وصفِ سرِ سرکار کا سہرا ہے تیرے سر

دماغ مبارک

ولا ہونے لگا روشن دماغون مین شمار اپنا ملا عالی دماغی کا لقب۔ یہ ہے وقار اپنا	۴	بڑہا وصفِ دماغِ سروری سے افتخار اپنا خطابِ خوش دماغی نے بڑہایا اعتبار اپنا

دماغے سوختم؎ در مدحتِ روشن دماغ او
بہ بزمِ تیز مغزان چون بچشم آمد چراغ او

؎ دماغ سوختن بمعنی محنت شاقّہ کردن ۱۲

بدن مین مغزِ روشن آپکا اک شمعِ روشن ہے
شگفتہ گُل ہے وہ روحِ چمن اور جانِ گلشن ہے
۵ تجلّی اسکی ساری تن مین مثلِ شمعِ ایمن[له] ہے
اُسیکے رنگ و بو سے رونق آبادیِ تن ہے

اسی جوے روان سے باغِ تن شاداب ہوتے ہین
اسی برقِ نہان سے تازہ دم اعصاب ہوتے ہین

تجھے بھیجا خدا نے ہم نے پایا تجکو قسمت سی
تیری بیدار مغزی نے جگایا ہم کو غفلت سے
۶ بنے ہم پختہ مغز اے رہنما تیری فراست سی
تری روشن دماغی نے بچایا ہم کو ظلمت سے

زہشیاری دماغی دادم[که] آرایش بہ تعریفت
کہ مستی رانمیدانم سزاے حُسنِ توصیفت

تری ہشیار مغزی سے ہوئی غفلت تہ و بالا
تری عالی دماغی کا ہون مین پہچاننے والا
۷ دماغِ خشک کو تیرے دماغِ تر نے لے ڈالا
تری روشن دماغی نے کیا ظلمت کا مُنہ کالا

دماغ من بہ بالا[که] می برد وصف دماغ تو
کہ بالا خانۂ مغزت بیفروزد چراغِ تو

ہوئی قائم شریعت اس دماغ و دلکے سرور سے
کُھلی ہم پر حقیقت اس دماغ و دلکے جوہر سے
۸ ملی راہِ طریقت اس دماغ و دل کے رہبر سے
ہوئی ہم کو محبت اس دماغ و دل کے دلبر سے

دماغم[که] گرم کن جانان کہ ذوقِ زندگی دارم

[له] شمع ایمن تجلی حق تعالی ۱۲
[که] دماغ آراستن خوش شدن ۱۲
[که] دماغ بالا بردن غرور کردن ۱۲
[که] دماغ گرم کردن یعنی تندرست داشتن ۱۲

دماغ[1] نرم کن آقا کہ شوق بندگی دارم

غمِ اُمت مین حبیبو کا نہ تھا دل داغ داغ ایسا
کروڑون مین نہ پایا ہمنے دل ایسا دماغ ایسا
۷۹ نہ تھا اُمت کی بخشش کی خوشی مین باغ باغ ایسا
نہ دیکھی کان ایسی اور نہ لعلِ شبچراغ ایسا

ولا روشن خیالی مین ملا ایسا دماغ اس کو
کہ کہتی ہے بلاغت آج لعلِ شبچراغ اس کو

فصاحت جوہر آئینۂ ہوش اسکو کہتی ہے
شجاعت آپکی جرارِ پرجوش اسکو کہتی ہے
۸۰ متانت آپکی (ہشیارِ خاموش) اسکو کہتی ہے
کرامت آپکی مغزِ خطا پوش اس کو کہتی ہے

ابھی تازہ ہے اس مضمون کے صدقے مین دماغ اپنا
ولا شاداب ہے وصفِ دماغ تر سے باغ اپنا

گیسوے سرِ مبارک

سرمانی مین تھا سودا اسی تصویرِ گیسو کا
عبث تھی موشگافی تھا نہ یہ کام اسکے قابو کا
۸۱ بنایا مُوقلم ہر ایک اپنے موے ابرو کا
بنا خاکا نہ اُس سے یک سرِ مویک سرِ مو کا

مسلسل ہر بُنِ مو سے تھی کوشش عمر بھر جاری
مگر یان بال بھر چلنے نہ پائی اُس کی عیاری

کھڑے ہوتے ہین میرے جسم پر سب بال ہیبت سے
۸۲ مین پا پراُترو نگا یارب کس طرح گیسو کی خدمت سے

[1] دماغ نرم کردن ـ بمعنی مطیع کردن و تحمل دادن ۱۲

بنا سکتا ہون مین گو بالؐ کا کھیل نزاکت سے
مگر مین کام لیتا ہون یہان اپنی صداقت سے

وِلاؔ ان گیسوون کا بال سے باریک تھا مضمون
کمالِ موشگافی سے مِرا مقصد ہوا موزون

۸۳ یہان تعمیم گیسو مین ہین داخل سب مقدس مو
خط و ریش و بروت و زلف و مژگان کاکل و ابرو
مگر ہم کو سرِ اقدس کے یان مقصود ہین گیسو
سراسر جو تھے نرم و صاف ستھرے عنبرین خوشبو

اتر آتے تھے یہ گیسو کبھی گردن سے شانون تک
کبھی رہتے تھے یہ اس سرورِ عالم کے کانون تک

۸۴ شمائل کیا بیان ہون اے وِلاؔ گیسوے سرور کے
ثمنے تھے سراپا مو بمو زلف معنبر کے
بہت کالے تھے گیسوے مبارک آپکے سر کے
نہ چھوٹے تھے نہ پیچیدہ بہت گیسو پیمبر کے

عجم کے بال ہین چھوٹے۔ عرب کے بال پیچیدہ
یہ ان دونون مین چیدہ حسنِ آویزش مین سنجیدہ

۸۵ زبان پر گیسوونکے جا بجا اذکار ہین قائم
شمائل مین رسول اللہ کے اسرار ہین قائم
روایات سلف مین معتبر آثار ہین قائم
مسلمانونکے قبضے مین وِلاؔ آثار ہین قائم

صحابہ جب کبھی اصلاحِ سرور کی خبر پاتے
ہر اک گیسوے اقدس کو وہ ہاتھون ہاتھ لیجاتے

۸۶
یہی گیسو پری زادون کے منہ پر حسن صورت ہین
یہی گیسو مری آنکھون مین تصویر نزاکت ہین
یہی گیسو حسینون کیلئے چہرے کی زینت ہین
اسی گیسو پہ قربان گیسوے حوران جنت ہین
اسی گیسو سے پیشانی نے پایا طرۂ کاکل
اسی گیسو سے عارض پر ہین زلفین۔ باغ مین سنبل

۸۷
اسی گیسو مین ہین گیسوے پیچان گیسوے پرخم
بنے ہین موقلم تار نگہ۔ تار نفس باہم
اسی گیسوے مشکین پر تصدق گیسوے عالم
سر مو فرق اس تصویر مین پاتے نہین کچھ ہم
شب معراج مین پایا ہے ہم نے رشتۂ جان کو
انھین سے موشگافی ہاتھ آئی ہے سخندان کو

۸۸
ولا تصویر گیسو ہم نے کھینچی ہے نزاکت سی
ٹھکانے لگ گئی محنت ہماری اپنی قسمت سی
نظر آتا ہے ہر اک بال اپنے حسن صنعت سے
صلے مین مل گیا موے مبارک ہم کو حضرت سے
مدد اس سے لیا کرتے ہین ہم وقت مصیبت مین
مشرف ہم ہوا کرتے ہین تاریخ ولادت مین

فرق سر مبارک

۸۹
یہان تصویر فرق فرق اقدس کے بندھی سامان
وہی خضر طریقت تھا ہمارا جسپہ ہم قربان
نہ ملتی گر مدد شانے کی ہم ہوتے بہت حیران
ملی ظلمات مین نہر روان چشمۂ حیوان

وِلا پیاسے کو جب نعمت ملی اس آبِ صافی کی
کھُلی اس جوے گیسو سے حقیقت موشگافی کی

۹۰
وِلا اس راہ سے اپنا گزر مشکل نظر آیا — اجازت پائی آنکھون نے مگر دل اپنا گھبرایا
نگہ بڑھنے لگی آگے تو پھر سر اپنا چکرایا — نظر کا بھی گزرنا سر بسر ترکِ ادب پایا

اجازت مانگ کر شانہ اسی پر سر سے چلتا ہے
بُن مو سے سرِ مو تک وہ سیدھا چل نکلتا ہے

۹۱
نکلتی ہے اسی اک راہ سے تنخیر تالو کی — اسی سے ہم نے پائی ہے نزاکت ہر بُنِ مُو کی
اسی فرقِ مبارک سے ہوئی تفریق گیسو کی — وِلا اس بحرِ اسود سے ہے روشن سلک لُولُو کی

شبِ دیجور مین ہے کہکشان اس فرقِ انور سے
یہی نہرِ روان جاری ہوئی ہے حوضِ کوثر سے

۹۲
ہمیشہ یہ رہا کرتی ہے مخفی داخلِ گیسو — یہی ہے فارقِ گیسو یہی ہے واصلِ گیسو
یہی صغریٰ و کبریٰ کا نتیجہ حاصلِ گیسو — سرِ انور مین تھی فرقِ مبارک فاصلِ گیسو

یہی اپنی صراطِ مستقیم باغِ جنت ہے
یہی راہِ نجاتِ کُل سیہ کارانِ اُمت ہے

۹۳
سجاتے ہین اسے خوبانِ عالم سلکِ گوہر سے — یہ گویا موتیون کی مانگ ہے قائم نئے سر سے

کبھی بہتر نہین ہے یہ سجاوٹ صنع داور سے
ہوا فرقِ حق و باطل عیان اس فرقِ انور سے

ولا فرق نبی فارق ہے مشرک اور مسلمان کی
وہ یکتائی سے شاہد بنگئی توحید یزدان کی

۹۴
سخندانانِ اردو اس کو فرقِ حور کہتے ہین
بلیغانِ عرب شہ راہ کوہِ طور کہتے ہین
فصیحانِ عجم صبحِ شبِ دیجور کہتے ہین
ولا ہم اس کو حسنِ چہرۂ پرنور کہتے ہین

وہان لوح جبین پر مانگ کا نقشہ اُتر آیا
یہان ہم کو سراپا و نکا فرق اس سے نظر آیا

جبین مبارک

۹۵
اُتارا چاہتے ہین ہم ولا تصویر پیشانی
اس آئینے مین یارب ہین عجب انوارِ رحمانی
بنی ہین مو قلم مژگان جبین ہے لوحِ نورانی
مصور بنکے ہم خود ہین یہان تصویرِ حیرانی

سنبھالا اپنے دلکو کر لیا پھرتی سے کام اپنا
اسی ماتھے کے صدقے مین ہوا مشہور نام اپنا

۹۶
حلب کا آئینہ ہے آپ کی پیشانی انور
خطِ پیشانی روشن اس آئینے کا ہے جوہر
اسی آئینہ رومی کا نمونہ صنعِ اسکندر
اسیکے نور سے روشن ہوا وہ عکس کا مظہر

اسی تصویر سے روشن بنی ہے صبحِ نورانی

اسی تصویر کو کہنے لگے ہمسم لوحِ پیشانی

97
یہی روشن جبین مطلع ہے مہرِ روے تابانکا — یہی ماہِ مُبین مظہر ہے رازِ قلبِ انسان کا
نوشتہ ہے اسی ماتھے پہ تقدیرِ مسلمان کا — عبادت سے اسی پر ہے نشانِ داغِ[لہ] بلندان کا

اسی ماتھے کو ہے خالق کے سجدیکا شرف حاصل
اسی کو سارے اعضا مین ہوا ایسا شرف حاصل

98
فدا تھے مہ جبین اس چاند سے ماتھے پہ سو دل سے — مہِ کامل لیا کرتا تھا عکس اس ماہِ کامل سے
کشادہ تھی جبین۔ ظاہر ہے سرور کے شمائل سے — ہوئی دریا دلی ثابت قیافے کے خصائل سے

جو پیشانی کشادہ تھی تو پھر دل بھی کشادہ تھا
سبب یہ تھا جو حضرت کا کرم حد سے زیادہ تھا

99
وَلا ماتھے پہ ہندو رنگ کا قشقہ لگاتے ہین — اُسی ماتھے پہ محبوبانِ ہند افشان جماتے ہین
پریرو سب اُسی ماتھے کو ٹیکے سے سجاتے ہین — نقابِ زرین خوبانِ عجم اُس کو چھپاتے ہین

چمکتا تھا مرے سرور کا ماتھا بے نقابی مین
یہ ماتھا لوحِ بسم اللہ تھا روے کتابی مین

100
وَلا بہزاد کو یان دیکھکر ٹھنکا مرا ماتھا — ندامت سے پسینہ اسکی پیشانی سے بہتا تھا
نگہ تصویر پر۔ ماتھے پہ رکھے ہاتھ بیٹھا تھا — یقیناً اپنی ناکامی کا اسکے دل پہ صدمہ تھا

[لہ] داغ بلندان ۔ یعنی نشانِ سجدہ جبین ہے

کہا مجھ سے (ولاؔ بخت کی ہم بھی داد دیتے ہین)
تمھاری کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین

شکن ماتھے پہ آتی ہی نہ تھی اللہ رے دلجوئی
کسی کافر نے کی تھی دوبدو حضرت کی بدگوئی
۱۰۱
نہ ہوتے تھے کبھی چین بجبین اللہ ری خوشخوئی
تحمل سے نہ نازک تیوری پر بل پڑا کوئی

یہی ہے وہ جبین۔ تصویر جسکی کھینچ دی ہم نے
پسند اسکو کیا (روشن جبین سردارِ عالم) نے

کاکل مبارک

صفاتِ گیسوِ اقدس مین کاکل کا اشارہ ہے
انھین ساتون[1] سپارونمین سے کاکل ایک پارہ ہے
۱۰۲
وہان تعمیم یان تخصیصِ کاکل کا نظارہ ہے
ولاؔ ساتون ستارونسے یہ چوٹی کا ستارہ ہے

اگر تشبیہ کامل چاہیے اجزاے کاکل کی
چمن مین ہے سراپا منطبق تصویر سنبل کی

بنایا موقلم ہم نے ولاؔ سنبل کی کاکل سے
گلابی مل گئے اوراق اوس مجموعۂ گُل سے
۱۰۳
سیاہی ہم کو ہاتھ آئی سوادِ چشمِ بلبل سے
بنی تصویرِ کاکل موبمو فکر و تامل سے

ملایا کاکلِ اقدس کو اس تصویر سے ہم نے
سرِ مو فرق دونون مین نہ پایا چشمِ عالم نے

[1] گیسوے مبارک کے بیان مین موے مبارک کے سات اقسام کا بیان ہے ۱۲

۱۰۴
یہی کالی گھٹا ہے مطلعِ سیماے روشن پر
جبینِ شعلہ رو ہے زیرِ کاکل برق کی ہمسر
ٹپکتا ہے پسینہ اس سے پیہم بوند بن بنکر
ہٹے کاکل تو بجلی کی چمک سے دل ہے مضطر

کیا کرتے ہین خوبانِ جہان جب کاکل افشانی
دلِ عشاق پر ہوتی ہے کاکل سے پریشانی

۱۰۵
اسی کاکل کو شاعر طرۂ طرار کہتے ہین
عرب موے جبینِ احمدِ مختار کہتے ہین
اسی طرّے کو ہم بھی زینتِ دستار کہتے ہین
عجم کے نکتہ پرور گوے مشکین تار کہتے ہین

اسی پاکیزہ کاکل کا نمونہ طرّہ زر ہے
جو دستارِ سلاطین دکن مین زینت سر ہے

۱۰۶
ولا این طرۂ کاکل بود گل طرۂ مشکین
زگلہاے لطیفِ گلبنِ گلزارِ جسم است این
کہ از عکسِ جبینِ سرخ او مشکینش رنگین
کہ بہر چیدنش دستے ندارد دامن گلچین

اگر (گل طرّہ) از گلہاے رنگینِ چمن باشد
گُلِ این طرّہ مشکین زگلزارِ ختن باشد

۱۰۷
حسینونکی جبین ہے طرۂ طرّار سے روشن
سرِ اقدس ہوا عمامہ سرکار سے روشن
ہوا چہرہ کسی کا طرۂ زرتار سے روشن
جبین ہے آپکی گیسوے عنبر بار سے روشن

غضب تھا طرۂ طرّار اسپر یہ ہوا طرّہ

لگا ہے گوشۂ دستار مین خورشید کا طُرّہ

۱۰۸
کوئی کہتا ہے صحنِ باغ مین ہے بوتۂ سنبل
جبین صاف پر ہے صبحِ اوّل صورتِ کاکل
نظر آتی ہے گل کو آینے مین صورتِ بلبل
رہا کرتی ہے جس مین تیرگی مانندِ شب بالکل

سخندان کاکلِ شمعِ منوّر اس کو کہتے ہین
ہم اُس نورِ جبین کی شمع پر پروانہ رہتے ہین

۱۰۹
نہ سمجھا شاعرون نے ہاے فرقِ زلف کاکل کو
ملایا بال کے پھندے سے کیون شاہین کے چنگل کو
سمجھنے وہ لگے (زلفِ عروس) افسوس سنبل کو
بھلا کاکل سے کیا نسبت ہے زلفونکے تسلسل کو

وکھایا فرقِ نازک کو ولاؔ نے اس سراپا مین
اسی کاکل کا سایہ ل رہیگا اسکو عقبیٰ مین

ابروے مبارک

۱۱۰
ولاؔ تصویرِ حُسنِ ابروے پرخم سے ڈرتا ہون
جو آجاتا ہون خطرے مین تو پھر مین کر گزرتا ہون
حفاظت سے بہت بچ بچ کے اپنا کام کرتا ہون
نہین کچھ جان کی پرواہی اس ابرو پہ مرتا ہون

سمجھتا ہون مین تیغِ تیز اس ابروے پُرخم کو
الٰہی خیر گزری تو نے دی رحمِ مجسّم کو

۱۱۱
مصوّر کا ہوا جب سر قلم اس تیغِ ابرو سے
اسے ہاتھ آگیا اچھا قلم اس تیغِ ابرو سے

ہوا شنجرف کا سامان بہم اس تیغ ابرو سے — بنا وہ خانِ یاقوتی رقم اس تیغ ابرو سے

مزا یہ ہے اسی کے گھاٹ پر وہ چڑھکے پار اُترا
بحمد اللہ قلم سے نقشِ تیغ آبدار اُترا

۱۱۲ صفات اسکے کشادہ۔ پرخم و پرچین و پیوستہ — دل آرا۔ دلفریب و دلکشا۔ دلکش۔ کمربستہ
سبکدست و کماندار و دلیر و شوخ و وارستہ — سیہ۔ پرتاب و زرین۔ عنبرین۔ مشکین و وابستہ

ولا تشبیہ اسکی ناخن و تیغ و کمان چوگان
ہلال و مدپل و طاق و کلید و مطلعِ دیوان

۱۱۳ یہی ابرو ہین حاجب خسرو و مغز پیمبر کے — یہی ابرو (کمر بستہ نگہبان) طارم سر کے
یہی ابرو ہین دو تیغے شجیعان دلاور کے — انھین کے موے مشکین نقش ہین تیغونکے جوہر کے

گھنے بالون سے جب ابروے مردانہ نظر آئے
ولا کفار کے دل ہیبتِ ابرو سے تھرائے

۱۱۴ سخنگو ابروِ خمدار کو شمشیر کہتے ہین — بلیغانِ سخنور تیغ عالم گیر کہتے ہین
اگر ناوک فگن اس کو کمان تیر کہتے ہین — ہم اس کو جوہر شمشیر کی تصویر کہتے ہین

ولا وہ تیغ ہے یہ جو سرِ کافر پہ چلتی ہے
شجیعانِ عرب کے ہاتھ سے بچکر نکلتی ہے

۱۱۵
اسے تیرِ نگاہ چشم خوبان کی کمان کہیے
اسے طاقِ حریم پاکِ خلاقِ جہان کہیے
اسے قوسِ قزح کہیے ۔ ہلالِ آسمان کہیے
اسی کو سایۂ تیغ نبی دار الامان کہیے

ولاؔ ہم پار اُترینگے اِسی پُل کے سہارے سے
ملیگا ساحلِ مقصد اس ابرو کے اشارے سے

۱۱۶
ولاؔ دو ابرُو ونکو بیت کہتے ہین سخن پرور
قصیدے مین مرے روشن انھین سے مطلعِ انور
اگر وہ بیت ہین بیت الغزل ہین ابروِ سرور
انھین سے حُسنِ مطلع ہے عیان ہر اک سخنور پر

سند اشعار کی سارے سخندان اس سے لیتے ہین
مرے مضمون کی استادِ سخنور داد دیتے ہین

۱۱۷
شمائل سے ولاؔ ثابت نہین پیوستہ ابروئی
اسی کا تھا اثر حُسنِ تکلّم مین تھی دلجوئی
اسی تعریف سے ممدوح کی ثابت ہے خوشروئی
سراپا آپکی فطرت مین تھے اوصاف خوشخوئی

کشادہ دل ۔ فراخی تھی وہان ابروے دلجو مین
یہان ہے ربط دونون مصرعِ تعریفِ ابرو مین

۱۱۸
نگہ دارم برابرویش ولاؔ مانند شیدائے
زموے ابرویش و لہائے عالم داشت سودائے
سیہ ابروے او دارد برتا بندہ سیمائے
سرش پیوستہ از یک گوشہ اش میکرد ایمائے

ز وصفِ طاقِ ابرویش خبر نبود سخنگو را

له طاق ابرو، ابروئے کہ مثل طاق است ۱۲

کہ گویند ابروے[1] طاق نبی آن جفتِ ابرو را

خم ابرو پہ تیرے ہے ہلال آسمان قربان
اشارت کن با بروئے کہ دارد صورتِ چوگان
119
ہوا برج کمان[2] ابروے عالیشان سی عالیشان
کہ تا از سر روم گوئی کہ گوئے میر و غلطان

فراخی[3] انکی اُس پیوستہ ابروئی سے بہتر ہے
یہ تیغ تیز ہے رحم مجسم اس کا جوہر ہے

کبھی ابرو پہ تیرے اے ہلال ابرو نہ بل آیا
خم ابرو سے تیرے ہے سرِ مخلوق پر سایا
120
کبھی ہم نے نہ اس ابرو مین بل پڑتا ہوا پایا
کسی کا دل کبھی شمشیر ابرو سے نہ گھبرایا

زابروے گرہ دارِ تو روشن ذوالفقار تو
وزابروے سیہ تابِ تو تیغ آبدارِ تو

صفت (ابرو[4] و فراخی) کی تھی اس محراب ابرو مین
جوانمردون کے دل اس وصف سی تھی اسکے قابو مین
121
سراپا عدل تھا ابرو کے شاہینِ ترازو مین
ولا تسخیر تھی لاریب اس ابرو کے دلجو مین

برابروے بلندِ اوست ابروے[5] فلک شیدا
بشوق جلوہ اش ماہانہ برگردون شود پیدا

بحمد اللہ کہ مداحش زابرو بہرہ مند آمد
دو ابرو با خطِ لب در مضامین چار چند آمد
122
زند ممدوح[6] ما ابرو کہ وصف او پسند آمد
دہان او بوصف این رباعی غنچہ خند[7] آمد

[1] ابروے طاق -
[2] کنایہ از ابروے بلند ... [illegible]
ابروے کمان - نام برج از آسمان ۱۲
[3] ابروے فراخی - یعنی کشادہ ابروئی ۱۲
[4] ابروے فلک - ہلال باشد ۱۲
[5] ابرو زدن کنایہ باشد از اشارہ کردن ۱۲
[6] غنچہ خند صفت دہان است یعنی دہان متبسم کہ از ان دندان مخفی باشد ۱۲

و لآ تشبیہ ماہ پیاے اصل است در مضمون
کہ نشو و سبز ابروے[1] ہلال از وسمۂ گردون

چشمِ مبارک

۱۲۳
مری آنکھین ہین تیرے سامنے تصویر کا آلہ
مقابل آلہ تصویر کے تیرا قدِ بالا
سوادِ چشم اس آلہ کا ہے اک آینہ کالا
برنگ آینہ حیران ہے تیرا دیکھنے والا

کھڑا تھا سامنے ہیبت سے آنکھین بند تھین میری
کھلین آنکھین تو میری آنکھ مین تصویر تھی تیری

۱۲۴
مری آنکھون مین ہے تصویر اس سرور کی آنکھونکی
و لآ یہ ہے عجب تاثیر اس سرور کی آنکھونکی
مری آنکھون مین ہے توقیر اس سرور کی آنکھونکی
مری آنکھین ہوئین تصویر[2] اس سرور کی آنکھونکی

مین بیخود حسن سے انکے ہون بیخود انکو پاتا ہون
یہ وصفِ حسن ہے ان کا جو مین آپے مین آتا ہون

۱۲۵
رسیلی ہین سراپا چشمِ بد دور آپکی آنکھین
سوادِ خلد مین ہین غیرتِ حور آپکی آنکھین
مئے وحدت سے ہین سرشار و مخمور آپکی آنکھین
جبین پر نور ہے نورِ علی نور آپکی آنکھین

و لآ جسکی نہ ہون آنکھین وہ ان آنکھونکو کیا جانے
ان آنکھونکی نگہ کے عین مقصد کو خدا جانے

[1] ابروے ہلال از وسمہ آسمان سبز نشود مثل آنست فارسیان بجاے می زنند کہ مقصود از بیان مرتبت اصل باشد یعنی نقل مقابلہ اصل نتواند کرد و تشبیہ تا آنکہ کامل نباشد لطف ندارد

[2] تصویر یعنی حیران و نقش دیوار ۱۲

اگر وہ چشم حیران کو ملاتے اپنی آنکھون سے جو آئینے مین وہ آنکھین ملاتے اپنی آنکھون سے	۱۲۶	ہم انکو انکی تصویرین دکھاتے اپنی آنکھون سے وِلا تصویر وحدت دیکھ پاتے اپنی آنکھون سے

بندھا جب اپنی آنکھون مین تصور چشمِ نازک کا
ہوا تصویر سے روشن تفاخر چشمِ نازک کا

نزاکت سے نظر آتی ہین بیمار آپ کی آنکھین غضب سی جب نظر آتی ہین خونخوار آپکی آنکھین	۱۲۷	وِلا سرمے سے ہوتی ہین دھوان دھار آپکی آنکھین سمجھ لو کفر کے حق مین ہین تلوار آپکی آنکھین

دہان ہے سرمگینی راز۔ مژگان کی درازی کا
یہان کفار کے دلمین ہے دھڑکا نیزہ بازی کا

بیاضِ چشم کو اہلِ نظر کافور کہتے ہین سوادِ چشم کو شاعر سیہ انگور کہتے ہین	۱۲۸	ہم اسکو سیم خالص اور صبحِ نور کہتے ہین ہم اسکو جوہرِ اسود۔ شبِ دیجور کہتے ہین

رگِ گل نرگس شہلا مین ہین اس آنکھ کے ڈورے
رگِ یاقوت رکھتے ہین وِلا اسکان کے ہیرے

انھین کے شوق مین شام و سحر بیدار ہے نرگس مگر پابندِ لطفِ صحبتِ گلزار ہے نرگس	۱۲۹	چمن مین اپنے مطلب کی بڑی ہشیار ہے نرگس فراقِ چشمِ نازک مین وِلا بیمار ہے نرگس

اگر آنکھونکو شاعر نرگسِ بیمار کہتے ہین

ہم اِن آنکھون کو اُس بیمار کا غمخوار کہتے ہین

۱۳۰ بڑی آنکھون کا چلنا ہے پتا حُسنِ شمائل سے
سراپا متّصف حُسنِ بصارت کے فضائل سے
فراست لازمہ اسکا قیافے کے خصائل سے
نظر کی خوبیان ثابت شمائل کے رسائل سے

نگہ کی اسقدر قوّت تھی چشمِ سرمہ پالا ہین
وِلا گیارہ ستارے آپ گنتے تھے ثُریّا ہین

۱۳۱ انھین آنکھونکو کہتے ہین گلِ نازک سخن پرور
شبیہ غنچۂ سربستہ بند آنکھین تری سرور
دل و جان سے فدا ہین شاعرِ رنگین بیان جن پر
(کھُلی آنکھین) بلاغت کے چمن کے پھول سرتا سر

عجائب گُل کھلا۔ آنکھین کبھی غنچہ کبھی گُل ہین
سخن سنجانِ رنگین داستان اس گُل کے بلبل ہین

۱۳۲ بندھا جب میری آنکھومین سمان دلبر کی آنکھونکا
بنا عاشق وِلا مین اپنے پیغمبر کی آنکھون کا
مری آنکھومین نقشہ کھنچ گیا اُس سرکی آنکھونکا
لقب ہے پاک بین حق بین اسی سرور کی آنکھونکا

صدف چشمان پر گوہر فداے اشکِ چشمِ او
سرشکِ ابرِ نیسان آب شد از رشکِ چشمِ او

۱۳۳ پیمبر جب تری آنکھین مری آنکھومین آتی ہین
مری آنکھومین وہ سرمہ بصیرت کا لگاتی ہین
بشکلِ مردمک وہ میری آنکھومین سماتی ہین
خدائی کا تماشا مجکو جی بھر کر دکھاتی ہین

[illegible]

تری تصویر سے جان آگئی اب میری آنکھون مین
جگہ مجکو ملی جسکی بدولت تیری آنکھون مین

۱۳۴
جب اُتری آیت ابروے خالق ان آنکھونپر — تو سمجھین پھر ملائک کیون نہ ان آنکھونکو پیغمبر
لقا مین حور ہین صورت مین مثل چشمۂ کوثر — فرشتہ خوانھین کہنے لگے سارے سخن پرور

نظر کے منتظر (اس آنکھ کے بیمار) رہتے ہین
حکیمانِ خداقت خو مسیحا اس کو کہتے ہین

۱۳۵
ٹھہرتی ہی نھین آنکھ اپنی اے سُرران آنکھوپر — دل و جان سے صدف قربان اور گوہر ان آنکھوپر
تصدق ہین فلک کے نیّرِ انوار ان آنکھونپر — فدا ہے ابلق ایام سر تا سر ان آنکھون پر

ہم آنکھون سے لگا رکھتے ہین سرور تیری آنکھونکو
سمجھتے ہین سراپا نورِ انور تیری آنکھون کو

۱۳۶
ولا اب تھک گیا ہے خامۂ نازک رقم اپنا — سراپا ہے پسینہ جسم مین گھٹتا ہے دم اپنا
وفورِ ضعف سے آگے نھین بڑھتا قدم اپنا — ادب کا مقتضا یہ ہے کہ اب روکین قلم اپنا

صلہ ہم کو ملا معقول پیغمبر کی آنکھون سے
ٹپکتی ہے مسرت اے ولا سرور کی آنکھون سے

مردمکِ مبارک

۱۳۷ وِلا گو ہم فنِ تصویر مین استاد ہین کامل
ہوا ہے آج ہمکو چار چشمی کا شرف حاصل
مگر آنکھون کی نازک پتلیون کا عکس ہے مشکل
اُچھلتا ہے خوشی سے سینۂ صافی مین اپنا دل

مگر دل تھام کر پھرتی سے کام اپنا کیا ہم نے
وِلا آنکھون کے آئینے پہ عکس اس کا لیا ہم نے

۱۳۸ یہ نازک پتلیان جب دیدۂ عاشق مین آتی ہین
دکھا کر اپنی صورت اس کو دیوانہ بناتی ہین
جمالِ صورتِ پرنور کا جلوہ دکھاتی ہین
مگر تصویر مین عکاسِ مصوّر پائی جاتی ہین

بنقشِ مردمک لوحِ سوادِ دیدہ روشن شد
کہ عکسِ قامتِ روشن نگارِ دیدۂ من شد

۱۳۹ یہی ہے مردمک اس خانۂ چشمِ مبارک کی
یہ روشن شمع ہے پروانۂ چشمِ مبارک کی
یہی لیلےٰ ہی دیوانۂ چشمِ مبارک کی
وِلا ساقی ہے یہ پیمانۂ چشمِ مبارک کی

مئے وحدت سے ہین سرشار اسکے چاہنے والے
مسیحا وہ ہے اور بیمار اس کے چاہنے والے

۱۴۰ یہی پتلی حکیمون کی ہے یاور انکی حکمت مین
سکندر کی یہی ہادی ہے آئینے کی صنعت مین
یہی تصویر عکسی کی ہے رہبر نقشِ صورت مین
یہ میری آنکھ کی پتلی ہے اندازِ محبّت مین

محبّت اسکی میرے دلمین ہے وہ تیری آنکھو مین

لہ اشارہ بطرف حدیث نبوی

تری تصویر پتلی بنگئی ہے میری آنکھون مین

141 اسی پتلی کا ہے آئینہ خانہ دیدۂ انور | پہوٹے اسکے دروازے صفِ مژگان ہی پہرے
پڑے رہتے ہین دائم سات پردے قصر کے اندر | نگروہ پردۂ شرعی مین ان پردونسے ہے باہر

یہ دن مین جاگتی ہے رات مین ہشیار سوتی ہے
عبادت کے لئے راتون مین یہ بیدار ہوتی ہے

142 سخنور اسکو ابرِ قطرۂ باریدہ کہتے ہین | منجم اسکو نقشِ نیرِ تابیدہ کہتے ہین
اسی کو جوہری اک جوہرِ سنجیدہ کہتے ہین | بلاغت مین ہم اِسکو نورِ چشم دیدہ کہتے ہین

نزاکت مین اسے نازک کہا سارے حسینون نے
کہا ہے نور کے پتلے کو پتلی دوربینون نے

143 نزولِ آب سے یہ جب کبھی بیمار ہوتی ہے | نظر پھیلی ہوئی پڑتی ہے اس کو بار ہوتی ہے
وداشت مین عینک آنکھ پر بیکار ہوتی ہے | پھر اپنے پردۂ اوّل سے یہ بیزار ہوتی ہے

معالج بعد ردّ و قدح پردہ چاک کرتے ہین
دعاملہ سے اسکو سرور اس مرض سی پاک کرتے ہین

مژگانِ مبارک

144 مری مژگان بنی ہین موقلم تصویرِ مژگان مین | یہی تصویر کی تھی ایک صورت اپنے امکان مین

اسی تدبیر سے آیا نہ مین چشم نگہبان مین / الجھکر ورنہ رہجاتا یہان تیرونکے طوفان مین

ولا اس کام مین بہزاد سے مین نے مدد پائی
اسی کی رہبری سے یہ نئی ترکیب ہاتھ آئی

145 جب اس مژگان نازک کی کھنچی تصویر آنکھون مین / نظر آنے لگی تیزی سے نازک تیر آنکھون مین
ولا اس قدح سے بڑھنے لگی تنویر آنکھون مین / جمی تصویر مژگان کی بھر تقدیر آنکھون مین

اسی تصویر کو آنکھون سے کاغذ پر لیا ہم نے
تصور کو ولا تصویر کا جوہر کیا ہم نے

146 ولا خنجر ہین مژگان جن کا کافر خوف کرتے ہین / ولا بھالے ہین یہ جن سے دل کفار ڈرتے ہین
ولا تیغے ہین یہ جن سے عدو پر وار کرتے ہین / ولا ہم ایسی پر ان پریزادون کی مرتے ہین

عرب کے نیزہ بازون کی ہے وصف آنکھون مین جان انکی
خم ابرو سے ترکِ چشم نے پائی کمان انکی

147 حبش کے ہین سپاہی مستعد اشکونکی ڈہالون سے / یہان ہے استعارہ آپکی پلکونکے بالون سے
لڑا کرتی ہین دن بھر دو صفین جرار بھالون سے / سراسر ناک مین گورونکا دم ہے ایسے کالون سے

ولا یہ جنگِ مصنوعی ہے۔ حملے دن مین ہوتے ہین
ہمیشہ رات مین یہ دونون باہم ملکے سوتے ہین

۱۴۸
بلاغت مین ہین تشبیہات انکے دشنہ و نشتر
نیستان گلستان الماس بیزہ بر رشتہ گوہر
خدنگ و ناوک و پیکان سنان و نیزہ و خنجر
کلید و قفل و کلک و پنجہ تار و سوزن و مسطر

خبر کفار کی لیتی ہین یہ مژگان لڑائی مین
ولا یہ صلح کل ہین اہل ایمان کی بھلائی مین

۱۴۹
باعماض نظر دائم برابر و میزند مژگان
چو مژگان گرم ساز د برخ خورشید تابستان
با مسان نظر دارد ہم ہمہ نیزہ پنہان
مژہ در دیدہ او بشکند از چہرہ تابان

خجل مژگان خورشید از سیہ مژگان چشمانش
کہ صد مژگان زرین والہ یک موے مژگانش

نگاہِ مبارک

۱۵۰
کھڑا ہون صورت آئینہ تیرے سامنے سرو
ٹھہرتی ہی نہین میری نگہ تیری نگاہون پر
نظر آجاے گر تیری نگہ دیکھون نگہ بھر کر
نظر جمتی نہین اپنی تو پھر تصویر ہو کیونکر

مری نظرون مین گر قسمت سے آجاتی نظر تیری
تو پھر میری نگاہون مین سما جاتی نظر تیری

۱۵۱
اُٹھائی اسنے پھر اپنی نظر دیکھا محبت سے
نظر سے جب نظر اسنے ملائی عین الفت سے
جمائی اسنے پھر اپنی نظر ہم پر عنایت سے
نظر پر چڑھ گئے ہم اے ولا اسکی کرامت سے

؎ پیکان برابر بودن۔
؎ عوض کردن و تیز داشتن ۱۲
؎ مژگان گرم سر کردن۔
نظارہ کردن ۱۲
؎ مژہ در دیدہ و چشم
؎ شکستن تیر از سر کردن و زدن ۱۲
؎ پیکان خورشید خجل شعاعی ۱۲
؎ مژگان زرین سر مژگان روشن اشارہ بہ مژگان خورشید کہ در مصرع اوّل است ۱۲

نظر مین آگئی اُس کی نظر دیکھا نظر بھر کر
جمایا اس کا خاکا ہم نے لوحِ چشمِ بینا پر

۱۵۲
نگاہِ پاک کی تصویر مین اعجاز ہاتھ آیا
مرے پہلو مین جب دل اپنی ناکامی سے گھبرایا
نہ اُس کا جسم تھا کوئی نہ آنکھون مین سمایا
تصوّر نے نگاہِ پاک کا یہہ معجزہ پایا

نگہ میری تری آنکھون پہ آنکھین میری آنکھون مین
عجب اعجاز ہے میری نگہ ہے تیری آنکھون مین

۱۵۳
نگاہِ پاک کی تصویر مین آنکھون مین پاتا ہون
اگر آنکھون سے وہ اندھے ہین کانون سے سناتا ہون
قلم سے لپنے مین اہل بصیرت کو دکھاتا ہون
جو سُن سکتے نہین انکو اشارون سے بتاتا ہون

غرض کوشش جو ہر آج محکم کر دیا مین نے
وِلاَ غیرِ مجسّم کو مجسّم کر دیا مین نے

۱۵۴
نگاہِ تیز کی تشبیہ تیغ و تیر و خنجر ہے
کمان، تیر نگہ کی ابروِ حمدارِ سرور ہے
نیامِ تیغ و خنجر وہ غلاف چشم انور ہے
وِلاَ کفار کے دلمین انھین کا خوف ہے ڈر ہے

محبّت کی نگہ مخصوص ہے اربابِ ایمان سے
مروّت کی نظر روشن ہے نقشِ چشمِ خندان سے

۱۵۵
اِسی تارِ نگہ کو سوزنِ مژگان سے ہے رشتا
یہی سوزن سیا کرتی ہے زخمِ دلکو سرتاپا

یہی تارِ نگہ ہے آپکی تسبیح کا رشتا
اسی مین دانہ ہاے اشکِ روشن گوہر یکتا

یہی مژگان ہین چلمن - خانۂ دلکے دریچے کی
دریچہ آنکھ ہے اور گھر کی مالک آنکھ کی پتلی

۱۵۶ برہمن اس نگہ کو رشتۂ زنار کہتے ہین
مسلمان اسکو نورِ ایزدی کا تار کہتے ہین
نگاہِ قہر کو ہم تیغِ آتشبار کہتے ہین
نگاہِ مہر کو نازک نظر کا پیار کہتے ہین

نگاہِ مہرِ سرور کی مسلمانون پہ پڑتی ہے
نگاہِ قہرِ پیغمبر کی سرکا شر سے لڑتی ہے

۱۵۷ نظرانداز وہ کرتا ہے خلقت کی خطاؤن کو
بچاتا ہے نظر آسان بناتا ہے سزاؤنکو
نظر بندی مین رکھتا ہے وہ ظالم کی جفاؤنکو
چھپاتا ہے نظر سے اے وِلاؔ اپنی عطاؤنکو

نظربازانِ صورت کو وہ نظرون سے گراتا ہے
نگہدارانِ سیرت کو نظر پر وہ چڑھاتا ہے

۱۵۸ وِلاؔ وہ اپنی اُمّت کے لئے جب آپ روتے تھے
وضو مین روے روشن آنکھ کے اشکون سے ہوتے تھے
اسی تارِ نگہ مین اشک کے موتے پروتے تھے
اسی تسبیحِ اقدس سے گہر آب آب ہوتے تھے

اسی تسبیحِ مروارید سے ہم نے صلہ پایا
اسی سے مدحتِ عارض کا ہم نے حوصلہ پایا

عارضِ مبارک

۱۵۹
وِلاؔ تصویرِ حسنِ نورِ عارض تھی بہت مشکل
سراپا دل مرا اندازِ مشکل پر رہا مائل
ہمیشہ عکسِ صورت ہین چمک ہوتی رہی حائل
اسی سرور کے سائے مین مرا مقصد ہوا حاصل

چمک اس عارضِ روشن کی گو عارض نظر آئی
مگر تدبیر[1] سے اس چاند کی تصویر اُتر آئی

۱۶۰
وِلاؔ جب موقلم زلفون کے نازک استعارے سے
نمایان ہوگئی تصویر اس عارض کے جلوے سے
خطِ مشکین یہان ظاہر ہوا عارض کے صفحے سے
چمک اُٹھے بہم رخسار اس سرور کے چہرے سے

فدا ہونے لگے جب چاند سورج نقشِ صورت پر
ہوا مجکو بھروسہ اے وِلاؔ اس اپنی صنعت پر

۱۶۱
سخنور عارضِ پرنور کو چہرا سمجھتے ہین
وفورِ نور سے اخگر کو وہ شعلا سمجھتے ہین
خدا معلوم وہ چہرے کو تیرے کیا سمجھتے ہین
ہم اس عارض کو مہر و چاند کا ٹکڑا سمجھتے ہین

اگر عارض مقامِ آمدِ خط کا اشارہ ہے
تو پھر چہرہ ہے مصحف اور عارض اسکا پارہ ہے

۱۶۲
اسی عارض مین ہے شانِ نزولِ لفِ عالیشان
اسی قرآن مین ہے سورۂ والشمس کا عرفان
انھین لفظون مین ہے عارض اسی عارض مین ہے قرآن
اسی والشمس کے خط سے ملی واللیل کی برہان

[1] تدبیر سے وہی پایہ سرور مراد ہے ۱۲

ولا مصحف کھلا رہتا ہے رحلِ خط پہ کعبے مین
اسی کا صفحۂ روشن ہے عارض اسکے چہرے مین

۱۶۳
اسی عارض کو اربابِ لغت رخسار کہتے ہین
بلاغت آفرین اسکو گلِ بے خار کہتے ہین
اسی کو شاعرِ رنگین بیان گلزار کہتے ہین
ہم اس عارض کو روشن مطلعِ انوار کہتے ہین

چو بر آتش پرستان سرورِ ما عارض[1] افروزد
ز تابِ حسن و سوزِ خشم مہر و ماہ را سوزد

۱۶۴
کہا کرتے ہین چہرے کا عارض سارے پری پیکر
اسے رشکِ قمر کہتے ہین شاہانِ بلند اختر
ہم اس عارض کو کہتے ہین ولا انوار کا جوہر
منجّم عارضِ روشن کو کہتے ہین شہِ خاور

ہوے اک برجِ روشن مین قرینِ دو نیّرِ تابان
قرانِ مہر و مہ کہنے لگے پھر اسکو ہیأت دان

۱۶۵
گُلِ عارض پہ قربان زلفِ لیلےٰ بلبلِ آمُل
اسی گُل سے ٹپکتا ہے پسینہ مثلِ عطرِ گُل
اِسی گُل پر فدا زلفِ بنفشہ کاکلِ سنبل
اِسی گُل کے بہارِ حُسن کا مدّاح ہے بلبل

اسی کے رنگ و بو پر گلرخانِ دہر مرتے ہین
وہ اپنے حُسنِ عارض کو تصدق اسپہ کرتے ہین

۱۶۶
اگر گلپوش ہے عارض تو اُس کا نام گلشن ہے
اگر آتش فشان ہے یہ تو بیشک شعلہ تن ہے

[1] عارض افروختن خشمناک شدن ۱۲

تجلی ہے اگر اس مین تو پھر یہ برقؔ ایمن ہے — دل افروزی جب اس مین ہے تو نورِ شمع گردن ہے

ترے عارض پہ قربان برق و شمع و شعلہ و گلشن
اسی عارض سے تیرے۔ نام عارض کا ہوا روشن

۱۶۷ روایت ہے نہ تھی بالیدگی رخسارِ انور پر — نظر آتی تھی عارض پہ تری جیسے گلِ تر پر
ٹپکتے تھے کبھی عارض کے قطرے نافِ اطہر پر — کبھی رہتے تھے دونون ہاتھ رخسارِ منوّر پر

غمِ اُمّت کو وان مخفی رکھا سردارِ عالم نے
یہان اِس حُسن سے تصویر اسکی کھینچ دی ہم نے

بینی مبارک

۱۶۸ قلم نے ناک رکھ لی فکر کی۔ تعریفِ بینی مین — بہت مشہور ہے اپنا قلم باریک بینی مین
بڑا مشتاق ہے خامہ کسی کی خوشہ چینی مین — بڑا ممتاز ہے ممدوحِ حُسنِ نازنینی مین

ہوا جس دن سے تشبیہاتِ بینی مین قلم داخل
وِلاؔ اس روز سے باریک بینون مین ہین ہم داخل

۱۶۹ وِلاؔ تعریفِ بینی مین طبیعت ہے بلند اپنی — مگر افسوس اِسکا ہے زبان پلٹے ہین بند اپنی
طبیعت وصفِ بینی سے ہوئی جب بہرہ مند اپنی — سخندانونکو پھر ہونے لگی مدحت پسند اپنی

شمائل کی کتب بینی سے دُہری ہوگئی قوّت

؎ برق ایمن کنایہ از تجلّاے طور ۱۲

ولا بینی کے سوراخون سے پھر مڑ بہنے لگی فرحت

۱۷۰
دماغ پاک ہے نازک مقام ہیش اُور
ٹپک جاتے ہین بینی سے رطوبات دماغ اکثر
اسی بینش کی بینی ہے مرادف ۔ ماخذ مصدر
کہا کرتے ہین اسکو صاحب انفاس نام آور

خدا بینی کی رہبر بینی اقدس پیمبر کی
نکیلی ہے سراسر بینی اقدس پیمبر کی

۱۷۱
چمن مین غنچہ گلنار ہے یہ بینی اقدس
جمال بینی دستار ہے یہ بینی اقدس
نظر مین شعلہ انوار ہے یہ بینی اقدس
بلند و نازک و خمدار ہے یہ بینی اقدس

ولا این خامہ بینی کند معجز طرازیہا
بحرف جانفزا پیوستہ دارد دلنوازیہا

۱۷۲
تعالی اللہ یہ کیسی سُتی ہے آپکی بینی
عروج نور ہے وصفِ عروج بینی عالی
پریزادون نے حیرت سے رکھی ہے ناک پر انگلی
حقیقت مین یہی ہے ناک اس حُسنِ مجسّم کی

مقدس ناک انگشتِ شہادت کی اشارت ہے
ولا شقّ القمر اُس ماہِ عارض کی روایت ہے

۱۷۳
بہت نازک ہین نتھنے مرتبے مین لب سی بالاتر
اسی اک راہ سے جاتی ہے بیرونی ہوا اندر
انھین کہنے لگے فُرسِ عرب بینی پرہ ۔ منخر
ممدِ زندگی ہو کر نکل آتی ہے پھر باہر

شمیم عطر و عنبر مغز بینی اس سے پاتی ہے
اسی منفذ سے خوشبوے مبارک ہم کو آتی ہے

۱۰۴
خم ابرو رواق مسجد و گنبد یہی سر ہے
دہن اس مسجد اقصیٰ مین مثل حوض کوثر ہے
جبین صاف اقدس صحن مسجد کے برابر ہے
ولا یہ بینی اقدس اسی مسجد کا منبر ہے

بروے روشن او بینی نازک اگر بینی
بتوحید خدا بینی کنی توبہ ز خود بینی

۱۰۵
چڑھی رہتی تھی جن کی ناک خود بینی سے اے سرور
اسی سے ناک مین رہتا تھا دم کفار کا اکثر
رگڑتے تھے وہ اپنی ناک اقدام مبارک پر
اسی سے ناک اونچی تھی مسلمانونکی سر تا سر

مسلمان بیٹھنے دیتے نہ تھے جب ناک پر مکھی
اسی غیرت پسندی سے رہا کرتی تھی ناک اونچی

۱۰۶
چڑھائے ناک جو رہتے تھے تھا جن کا دماغ اونچا
وہان نخوت سے جن کفار کے تھا ناک پر غصا
ولا گہتے ہوے ناک انکو ہم نے بارہا دیکھا
نکل جاتا تھا بہ کر ناک کے رستے دماغ انکا

عرب مین اپنی خود بینی سے جو کافر اکڑتے تھے
وہ اپنی ناک (انھین قدمونپہ سر رکھکر) رگڑتے تھے

گوش مبارک

١٧٧
نہ ہاتھ آیا جو پوچھا اس کان کا حلیہ رسائل سے — سنا ہم نے نہ کانون کان کچھ اہل شمائل سے
صفاتِ [illegible] ہم نے پائے ہین خصائل سے — ہوئے گوش آشنا گوش مبارک کے فضائل سے

بگوشِ گل خورد چون از گلِ گوشِ تو تعریفش
دو دو گل از گلستان گوش بر آوازِ توصیفش

١٧٨
لگا کر کان ہم سنتے ہین وصفِ گوشِ پیغمبر — دبائے کان بڑھ جاتے ہین الفاظِ مدحت گر
کسی تشبیہ مین ہم نے نہ پایا کان کا زیور — اگر ہم پوچھتے ہین ہاتھ وہ رکھتے ہین کانون پر

وِلا اشعار اپنے جب کبھی کانون مین پڑتے ہین
سخندانان نازک فہم کان اپنے پکڑتے ہین

١٧٩
یہ وہ گل ہین وِلا جن پر دل و جان ہی مین گل شایان — تو ہین انکی ہین برگِ گل سے نازک شہرۂ بستان
زرِ گل موے گوش نازکش پیشِ سخن سنجان — بسلکِ مویش از آبِ وضو صد لولوِ غلطان

اسی گوہر سے کہتے ہین صدف کانونکو اہلِ فن
وِلا یہ کان ہین یا جوہرِ اسرار کے معدن

١٨٠
تو ون کو مہ جبین خورشید زیوردار کہتے ہین — انھین اہلِ نظر آئینۂ انوار کہتے ہین
سخنور انکو اوراقِ گلِ بے خار کہتے ہین — ہم انکو جوہرِ آویزۂ اسرار کہتے ہین

وِلا انکی صفت مین کیون نہ ہو اپنی زبان پیاری

مثل ہے کان پیارے ہین تو انکی بالیان پیاری

انھین گوش مبارک مین سراسر حق نیوشی تھی
سُنے جاتے تھے سب کچھ لب پہ اک مہرِ خموشی تھی
۱۸۱
انھین سے زلف کی سرگوشیان تھین گرم جوشی تھی
گنہ گارانِ اُمت کا سراپا پردہ پوشی تھی

شگفتہ گل سخندانانِ عالم انکو کہتے ہین
یہ اون زلفون کے پیچھے سایۂ سنبل مین بستے ہین

پسِ گوشِ مبارک گیسوت استادہ خاموشی
خطِ عارض ز زلف عنبرین بکشادہ آغوشی
۱۸۲
ولہٗ
گویند دارد در جہان دیوار ہم گوشی
گلِ گوشِ تو شد از سنبل و ریحان چمن پوشی

بہ تشبیہ ہمایون گوشِ[١] دریا حلقہ در گوشش[٢]
بآئین محبت [٣]جوہر دریا در آغوشش

ہراک معروض پر وہ کان دہرتے تھے محبت سی
بھرا کرتے تھے گو کفارانِ کا نون کو غیبت سی
۱۸۳
مگر وہ کان کے کچے نہ تھے نفرت تھی تہمت سے
نہ چلتی تھی کبھی اس کان پر جون حُسنِ نیت سے

بہت سے کاہنون کے کان کاٹے پختہ کاری مین
بہت سے کاہنون کے کان کترے ہوشیاری مین

ولہٗ
پیرانِ کافر طفلِ مکتب بنکے آتے تھے
کبھی وہ خود دبائے کان اس محفل سے جاتے تھے
۱۸۴
پکڑ کر کان جنکے وہ اُٹھاتے تھے بٹھاتے تھے
کبھی انکو پکڑ کر کان محفل سے اُٹھاتے تھے

١ گوش دریا کنایہ از صدف ۱۲
٢ حلقہ در گوش کنایہ از مملوک و غلام ۱۲
٣ جوہر دریا کنایہ از گوہر ۱۲

کبھی وہ گوشمالی کا مزا کانون سے لیتے تھے
کبھی غفلت سے انکے کان سرور کھولدیتے تھے

۱۸۵
فضیلت مین تھے نبیون سے رسولِ محترم آگے
صفاتِ گوشِ اقدس مین ہے اورونسے ہم آگے
سماعت تیز تھی اغماض اس سے دو قدم آگے
رہا کرتا ہے جیسے دستِ کاتب مین قلم آگے

یہان اعضاے اقدس مین شمائل ساتھ رہتے ہین
حقیقت مین وِلاؔ حسنِ سراپا اسکو کہتے ہین

زُلفِ مُبارک

۱۸۶
وِلاؔ تصویرِ زلفِ پاک کا اب وقت آیا ہے
یہان تارِ نگہ کو موقلم مین نے بنایا ہے
مری آنکھون نے پیاری زُلف کا نقشہ جمایا ہے
سوادِ چشم نے بہزاد کا خاکا اُڑایا ہے

جب اسکے حلقہ ہاے زُلف کی تصویر اُتر آئی
ہر اک عارض پہ دو دو چاند کی صورت نظر آئی

۱۸۷
بنی بسم اللہ تعریفِ زلفِ سرورِ عالم
وِلاؔ کرنے لگے ہندو سے کافر مشورہ باہم
جو کافر زلف کو کافر سمجھتے تھے ہوے برہم
طفیلِ مصحفِ عارض ہے دونون پہ غالب ہم

مسلمان کرکے چھوڑا کافرونکو اے وِلاؔ ہم نے
جھکا کر انکا سر نیچا دکھایا زلفِ پر خم نے

۱۸۸
یہی زلفِ رسا بسم اللہِ عنوانِ عارض ہے
یہی شانِ نزولِ آیتِ خط۔ شانِ عارض ہے
اسے کافر سمجھنا کافر و کفرانِ عارض ہے
اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمانِ عارض ہے

مسلسل مصحفِ عارض مین ہے تفسیر زلفونکی
یہان طغراے اسمِ پاک ہے تصویر زلفونکی

۱۸۹
اگر زلفونکو زلفِ شب سمجھتے ہین سخن پرور
شبِ دیجور کہتے ہین سخن سنجانِ نام آور
بلاغت نے کہا شیر نگ و مشک و نافہ و عنبر
شبِ قدرِ مبارک انکو ہم کہتے ہین اے سرور

یہی معراج ہے فکرِ بلند عرش پیما کی
اسی سے ہے فضیلت خلق مین اپنے سراپا کی

۱۹۰
ولا عارض پہ دو زلفین ہین زیرِ سایہ کاکل
انھین زلفونسے ہے آشفتہ جان آشفتہ دل سنبل
اسی زلفِ معنبر کا بنفشہ بنگیا بلبل
انھین زلفونکی شبّوئی پہ ہے نازان چمن مین گل

بزیرِ سایہ اش باشد گلِ گوش و بناگوشش
مسلسل زخش بگذشتہ از رخسار تا گوشش

۱۹۱
شمیم جانفزاے زلف جب گلشن مین جاتی ہے
وہان زلفِ عروسِ گلبدن کو شرم آتی ہے
چمن کی سیر مین جب زلف آنکھ اس سے ملاتی ہے
پریشان سر بسر وہ زلفِ سنبل کو بناتی ہے

صبا زلفِ صبا اے زلف کہلاتی ہے گلشن مین

وہ ٹھراتی ہوئی بو تیری لیجاتی ہے گلشن مین

سمجھتے ہین منجم چرخ کا برج بلند اسکو
کہا کرتے ہین سب صیاد دام و طوق و بند اسکو

۱۹۲
نسیم صبحدم کہنے لگی مشکین پرند اسکو
پہلوانانِ گردون جست کہتے ہین کمند اسکو

حقیقت یہ ہے جتنا منہ ہے اتنی بات کرتے ہین
ہم اس عارض پہ ان لفظون سے ذکر ونکورات کرتے ہین

نگاہِ معدلت مین تازیانہ ہے ترازو ہے
وِلا جادوگر ونکی آنکھین زلف جادو ہے

۱۹۳
چمن مین یہ سمن پوش و سمن سیما سے سمن بو ہے
یہان یہ مشرکانِ ہند کی آنکھون مین ہندو ہے

انھین ہاتونکو ہم کہتے ہین چھوٹا منھ بڑی باتین
اگر ہم ٹوکتے ہین تو وہ سنا دیتے ہین صلواتین

سخنور زلف کو جب اژدہا و مار کہتے ہین
ہم ان زلفونکو عنبر بیز و عنبر بار کہتے ہین

۱۹۴
پریشان حال عاشق اسکو تار و مار لہ کہتے ہین
مسلمان ان کو سبحہ برہمن زنار کہتے ہین

سخندانانِ نازک فہم کی طبع آزمائی ہے
نبی کی زلف کو درگاہِ خالق تک رسائی ہے

وِلا زلفِ نبی پرتاب ہے پرخم ہے پیچان ہے
غمِ امت مین آشفتہ ہے غمگین ہے پریشان ہے

۱۹۵
سیہ پوش و سیہ پیکر ہے شبرنگ و شبستان ہے
ہر اک مداح اس غمخوار پر سو دل سے قربان ہے

لہ تار و مار یعنی [illegible] پریشان ۱۲

بلاکی زلف ہے اور ہم بلائین اسکی لیتے ہین
بلا گردان ہین ہم - اسکی بلا پر جان دیتے ہین

بلاغت سے سخندانون نے ایسا حوصلہ پایا مگر اس طرز سے اپنا دلِ محتاط گھبرایا	۱۹۶	بیان وہ کرگئے بے خوف انکے دل مین جو آیا سہارے کے لیے سر پر ہوا اُس زلف کا سایا

ولا یہ زلف خود محتاط ہے اپنی درازی مین
ہمین حدِ ادب ملحوظ ہے مدحت طرازی مین

دہانِ مبارک

دہن کے نقش کا قصد اے ولا ہر چند تھا اپنا بھروسہ تھا ہمین ممدوح دانشمند تھا اپنا	۱۹۷	مگر اُس بیدہانی سے یہان مُنھ بند تھا اپنا اصولِ راقمِ ؎ یکتا کا دل پابند تھا اپنا

شود مانی رقم پرداز تصویرِ دہانش را
بدست آرد بجاے خامہ گر موے میانش را

مرے ممدوح نے یہ سنکے فرمایا بہت اچھا پڑا یہ خاکہ تصویر کا پایا بہت اچھا	۱۹۸	بس اس ارشاد سے موقع بھی ہاتھ آیا بہت اچھا ہوا ارشاد (قابو تو نے یہ پایا بہت اچھا

ادب سے عرض کی سرکار نے موقع دیا مجکو
اسی ارشاد سے نقشِ دہن ہاتھ آگیا مجکو

؎ راقم شیرین سخن خان ایک مشہور استاد گذرے ہین جن سے مجکو تلمذ حاصل تھا ۱۲

۱۹۹
اگلتا ہون مین منہ سے مدح مین اہلِ سخن دانی
وِلاؔ نقشِ دہن سے میرے منہ پر پھر گیا پانی

مرے منہ پر شفق پھولی ہے اور چہرہ ہے نورانی
برنگِ آینہ بہزاد ہے تصویرِ حیرانی

مرے آگے اُسے منہ کھولنا مشکل نظر آیا
چھُٹی مہتاب جب منہ پر تو ناکامی سے گھبرایا

۲۰۰
وِلاؔ در حُسنِ تعریفِ دہانِ او دہن دارم[۱]
دہن[۲] او تر کند از لطف و من فوقِ سخن دارم

ندارد ہیچکس فوقِ ثنائے او کہ من دارم
مگر انگشتِ حیرت در دہانِ خویشتن دارم

لعابے از دہانش ریخت کز آبش وضو کردم
دہن چون[۳] باز کرد او من دعا را آرزو کردم

۲۰۱
کرون کس منہ سے تعریفِ دہانِ پاک اے سرور
حفاظت ملکِ دندان کی بھی کرتا ہے سرتاسر

بہت آسان ہے کہدون مین اسکو حقّہ گوہر
حکومت اسکی ہے شام و سحر بتّیس گوہر پر

لبون کے قبضۂ قدرت مین ہر اک کام ہے اسکا
وجودِ لب سے عالم کی زبان پر نام ہے اس کا

۲۰۲
سُنا جب ہم نے نغمہ آج منقارِ عنادل سے
ملا رازِ نہان کا کچھ پتا ارشادِ کامل سے

معمّاے دہن حل ہو گیا اندازِ مشکل سے
تعلّق ہے دہن کے نقطۂ موہوم کا دل سے

وہ سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہین جب تک نہ دل چاہے

[۱] دہن داشتن ۔ قابلیت داشتن ۱۲
[۲] دہن تر کردن ۔ تنگ کردن و پرسیدن ۱۲
[۳] دہن باز کردن ۔ شاملہ دہن ایرائے ۱۲

تو نشنیدی بر آید از دل لب بستگان آہے		
اگر خاموش ہے قائل تو پھر غنچہ ہے یہ گویا تعجب اسکا تھا گل ہوکے کیونکر ہوگیا غنچہ	۲۰۳	اسی کو بلبلون نے گل کہا جب وہ ہوا گویا دہن ہوکر کھلا راز نہان کا دوستو عقدا
تبسم مین یہان دیکھا ہمیشہ ہم نے خندہ اسکا اسی تشبیہ سے کہتے ہین شاعر غنچہ خندہ اسکو		
شباہت مین دہن موسیقیو نکا ہار منیم ہے دہن مین دانت بجتے ہین ولا غنچہ پہ شبنم ہے	۲۰۴	تعلق اسکی تبسی کا پردون سے مسلّم ہے سُریلی اور بلند آواز زیر و بم کی ہمدم ہے
بلاغت ہو رہی ہے اس نئی تشبیہ پر نازان ہم اس ارگن کو کرتے ہین دہانِ پاک پر قربان		
دہانِ تنگ ہے حُسنِ دہان بس یہ حقیقت ہے بڑا مرغوب تھا طرزِ بیان لطفِ فصاحت ہے	۲۰۵	بہت میٹھی تھی حضرت کی زبان وقتِ طلاوت ہے ملائک مدح مین عذب اللسان حُسنِ طلاقت ہے
دہن تنگ شکر ہے آپ کی شیرین زبانی کا لب اپنے چاٹتے ہین ہم۔ مزا ہے خوش بیانی کا		
ملے دو مصرعِ لب اور دونون مصرعِ دندان مسدّس کے لئے مشکل نہ اب باقی رہی چندان	۲۰۶	رباعی سے دہن کی ہوگئے اہلِ سخن خندان کرمیدا ریم تضمین خطاب رالب[ملہ] و دندان

ملہ لب و دندان دشمن بکار ست۔ صلاحیت انکار دشمن ۱۲

بهم ناید چو گل از خنده اے سرخوش[1] دہانِ ما
چہ خوش وصفِ دہان او برآمد از زبانِ ما

لبِ مبارک

مصور اسے وِلا تصویرِ لب کی فکر مین سب ہین حقیقت ہیچ ہے انکی ہم انکو مانتے کب ہین	۲۰۷	گر صنعت کو اپنی دیکھکر انگشت[2] برلب ہین لبون مین دودہ کی بو ہے ابھی وہ طفلِ مکتب ہین

ادھر غصے سے وہ ہونٹھ اپنے دانتو نمین چباتے ہین
ادھر سرکار بھی ہونٹون مین اپنے مسکراتے ہین

فنِ تصویر مین مین نے کمال اپنا دکھایا ہے لبونکا ذوق اس تصویر کے ہونٹھو نمین آیا ہے	۲۰۸	لبِ شیرین کا نقشہ نقشِ صورت مین جمایا ہے اسی تصویر کے بوسے سے لبنے ذوق پایا ہے

لبِ شیرین کی مدحت سے ہوئی میری زبان شیرین
مزا یہ ہے ہوا مضمونِ شیرین سے بیان شیرین

لب حرف آفرین کہنے لگے اہلِ زبان لب کو ہوا گلا لعل منھ سے کہدیا آتش زبان لب کو	۲۰۹	اسی اک وصف سے ہم مانتے ہین نکتہ دان لب کو دُر افشانی[3] سے ہم کہنے لگے گوہر فشان[4] لب کو

وِلا یاقوتِ لب سے ہاتھ آئے گوہرِ دندان
صدف مین لعل۔ کانِ لعل مین ہین لولوِ عمان

[1] این شعر از [illegible] بود معروف
سرتاج [illegible] ہم ناید چو گل از خنده [illegible] تا وصف دہان ما [illegible] از زبان ما
[2] انگشت برلب [illegible] (آصف اللغات)
[3] دُر افشانی۔ خوش کلامی۔ فصاحت (فرہنگ آصفیہ)
[4] گوہر فشان۔ صفتِ لب (بہار عجم)

210
فصیحانِ عرب اس لب کو شکر بار کہتے ہین
اسی لب کو حسینانِ جہان دلدار کہتے ہین
بلیغانِ عجم خوش حرف و خوش گفتار کہتے ہین
عروسانِ چمن[1] سب غنچۂ گلنار کہتے ہین

ولا جب بند رہتے ہین شگوفہ نام ہے انکا
کھِلا کرتے ہین جب یہ گُل۔ تکلّم کام ہے اِنکا

211
جب اُسکے تشنۂ دیدار کی جان آگئی لب پر
لبا ولب۔ دہان ولبالب چشمۂ کوثر
پلایا لب نے آبِ سر دجامِ چشم بھر بھر کر
کہا ہے نکتہ سنجون نے اسے جان بخش وجان پرور

لعابِ لب سے جب دم زخم کے لب ملگئے باہم
لبِ معجز نما معجز بیان کہنے لگے پھر ہم

212
لبِ خاموش ہے تائید تیری بیدہانی کی
کھلے جب لب حقیقت کھُل گئی رازِ نہانی کی
لبِ گویا نے کی تردید تیری بےزبانی کی
ملے جب لب ہوئی تصدیق میری نکتہ دانی کی

اگر اس لب کو لب جانین۔ دہن مفقود ہے تیرا
لبِ چشمہ اگر مانین۔ دہن موجود ہے تیرا

213
تبسّم می تراود در تکلّم از لبِ خندان
ولا از جنبشِ لبِ غنچۂ او نشگفد چندان
بآئینے کہ صبحے سَر زند[2] از تابشِ دندان
کہ گُل گردد[3] گُلِ تر در نگاہِ آرزومندان

زحُسنِ خندہ وحُسنِ تکلّم در لبش سازے

[1] عروس چمن ہر یک از گل و میوہ و شاخ تازہ رستہ و درخت میوہ دار ۱۲
[2] سر زدن۔ بمعنی ظاہر شدن ۱۲
[3] گُل شدن و گُل گردیدن بمعنی ظاہر شدن

گہے نشنید کس از (خندہ لب بستہ) آوازے

لب ولہجہ سے روشن تھی تکلم مین وِلا طاقت
لبِ دریا کو تھی دریا دلی سے لب بلب خجلت
۲۱۴
لبِ تیغ دو دم کو تھی زبانِ تیز کی ہیبت
لبِ خضرا پہ روشن تھی ہلالِ لب کی ماہیت

لبِ خورشید۔ خورشید لبِ بام از لبِ سرخش
لبِ شمع از دخانِ خود سیہ فام از لبِ سرخش

لبِ شیرین کے صدقے مین ہوئی میٹھی زبان میری
زبان جب ہے وِلا شکر شکن شکر فشان میری
۲۱۵
مزا یہ ہے بنی منقارِ طوطی ترجمان میری
اثر سے اسکے کیون میٹھی نہو یہ داستان میری

اگر مل جائین لب سمجھون اثر شیرین بیانی کا
اگر کھلجائین لب لوٹون مزا شیرین زبانی کا

زبانِ مبارک

یہان وصفِ زبان مین بند ہے میٹھی زبان اپنی
نبی جی۔ وصف مین طوطی بنی ہے ترجمان اپنی
۲۱۶
زبان کھلتی۔ اگر میٹھی نہ ہوتی داستان اپنی
غنیمت ہے یہی چلتی نہین جب کچھ یہان اپنی

جبینِ پاک ہے آئینۂ روشن مرے آگے
چھپے بیٹھے ہین استادِ ازل اس آڑ سے آگے

وِلا طوطی بگلشن شہرتِ لطفِ سخن دارد
۲۱۷
بتعریفِ زبانِ خود لبِ شکر شکن دارد

۱؎ لبِ تیغ یعنی دہار تیغ ۱۲
۲؎ لب دریا یعنی ساحل ۱۲
۳؎ لب خضرا یعنی افق
۴؎ لبِ آفتاب یعنی آسمان ۱۲
خطوط شعاعی ۱۲
۵؎ خورشید لب بام قریب غروب و بے رونق وشخص قریب المرگ ۱۲
۶؎ لب شمع۔ یعنی زبان شمع ۱۲

سرودِ نغمۂ بلبل نداسے قمی درچمن دارد
نہ آن لطفے نہ این ذوقِ زبانے ہمچو من دارد

زبانم رشکِ طوطی۔ واصفِ لطفِ زبانِ او
لسانم رشکِ بلبل نغمہ سنجِ داستانِ او

۲۱۸
مین وہ نقاش ہون جسکے مقابل ہیچ ہے مانی
زبان کے ساتھ ہے لطفِ زبان کا نقش لاثانی
سخن سنجی مین خلاق المعانی رشکِ خاقانی
دکھاتا ہون وِلاؔ تصویر مین لطفِ سخندانی

بنقشِ برگِ گل از رنگ و بوے اوست تصویرے
بتعریفِ سخن تصویر وارد ذوقِ تقریرے

۲۱۹
وِلاؔ شاگردِ صنعت مانی و بہزاد ہین میرے
سخن سنجانِ مشہورِ عجم نقاد ہین میرے
زباندانانِ نورانی زبان استاد ہین میرے
فصیحان و بلیغانِ عرب اجداد ہین میرے

زبان کے لطف مین اہلِ زبان سے داد لیتا ہون
کمالِ نقش مین ارژنگ چین کی داد دیتا ہون

۲۲۰
یہان وصفِ زبان مین لال ہین ساری زبان آور
کہا اہلِ سخن نے صدقِ دل سے یکزبان ہوکر
زبان ہے خشک انکی آج میری تر زبانی پر
وِلاؔ وصفِ زبانِ پاک مین رتبہ ترا برتر

وہان لوحِ زبان پر آج تصویرِ زبان اُتری
عزیزو صورتِ بہزاد خجلت سے یہان اُتری

مرے لطفِ زبان کے قدردان سب نکتہ پرور ہین
مرے ممدوح ختم المرسلین نبیون کے سرور ہین
٢٢١
مرے ذوقِ سخن پہ یکزبان سارے سخنور ہین
حدیثین آپکی شانِ کلام اللہ کی مظہر ہین

وِلا مین جس زبانِ پاک کا ہون آج مدحت گر
اسی روشن زبان مین ہے کلامِ خالقِ اکبر

لسانِ پاک سے ہم نے زبانِ پاک کو پایا
یہان تصویر نے ہم کو وِلا یہ لطف دکہلایا
٢٢٢
کلام اللہ سے جیسے کلامِ پاک ہاتھ آیا
تصوّر کو ہمارا مو قلم تصویر مین لایا

زبانِ پاک مین تجنیس سے ہم کام لیتے ہین
زباندانانِ نام آور سخن کی داد دیتے ہین

سخن سنجانِ کافر کیش اسکو خار کہتے ہین
سخندانانِ یثرب خالقِ گفتار کہتے ہین
٢٢٣
عجم کے باغبان اسکو گلِ گلزار کہتے ہین
ہم اسکو اے وِلا تیغ نبی کی دہار کہتے ہین

زبانِ تیغ پر قائم ہوا جھنکار نام اس کا
دلِ کفّار کی ہیبت بنا روشن کلام اس کا

یہ بانوے دہن ہے اسکی آرایش سچائی ہے
اسی کا خُلق مہمانِ غذا کی پیشوائی ہے
٢٢٤
حسین ہے اسکی صورت اور طبیعت مین صفائی ہے
اسی کا وصف۔ اس مہمانکی آگے رہنمائی ہے

دل وجان سے وِلا قربان ہون مین اسکی صداقت پر

بلاغت ہے تصدّق اس کے اندازِ طلاقت پر

۲۲۵
ببرگِ گُل دہم تشبیہ در گلشن زبانش را　　کہ دارم بر زبان مانندِ بلبل داستانش را
فصیحانِ عرب عذب اللسان حُسنِ بیانش را　　زبانِ نازکِ او رہبرے لطفِ زبانش را

شدم شیریں سخن از حُسنِ تعریفِ زبانِ او
کہ دارد در سخن قندِ لطافت داستانِ او

۲۲۶
مُقرنُس ہے یہ لعلِ بے بہا یاقوتِ رُمّانی　　عجب یہ ہے نہایت نرم ہے یہ گوہرِ کانی
ٹپکتی ہے لطافت۔ آبداری جس طرح پانی　　یہ لوزِ زعفرانی ہے کہ فالودہ ہے نورانی

بہت دلچسپ ہے لطفِ زبان سے داستاں اپنی
وِلا اس بحر میں دُھوئی دُھلائی ہے زباں اپنی

۲۲۷
زبانِ حال سرور کی۔ زبانِ قال کا جوہر　　زبانِ قال میں قوت اسی جوہر سے سرتاسر
اُسی کا حکم دیتے تھے عمل تھا آپ کا جس پر　　اُسی سے روکتے تھے جس سے خود محفوظ تھے سرور

زباں سے آپ جو کہتے تھے اسکو کر دکھاتے تھے
عمل کو اپنی اُمّت کے لئے سُنّت بناتے تھے

۲۲۸
نیامِ لب سے یہ تیغِ زباں جس دم نکلتی تھی　　صفِ کفّار پر وہ الاماں بے طرح چلتی تھی
بگڑ کر مشرکوں کے قتل پر جب وہ مچلتی تھی　　پناہِ رحم ملتی تھی تو پھر وہ سر سے ٹلتی تھی

خمِ شمشیر ابرو مڑ کے سیدھا ہو نہیں سکتا
ولا تیغ زبان کا زخم اچھا ہو نہیں سکتا

کھلی رہتی تھی سرور کی زبان حاجت روائی پر ترازو کی زبان قربان تھی اسکی سچائی پر	۲۲۹	تلی رہتی تھی مخلوقِ خدا کی رہنمائی پر کیا کرتی تھی وہ لعنت ہمیشہ بیوفائی پر

زبان جب دیکھ لے سمجھو کہ ہو کر ہی رہا ایفا
زبانِ پاک کو بدلے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا

زبان پر وہ کبھی لاتے نہ تھے احوالِ رنج و غم زبان رکھتے تھے اپنے منہ میں گرچہ سرورِ عالم	۲۳۰	پکڑتے تھے زبان قاصد کی ہنستے تھے کبھی ہم مگر چلتی زبان اُنپر تو وہ ہوتے نہ تھے برہم

بعرضِ خود زبانش می یافت ہر کس در حضورِ او
زبانِ او نمی لغزید از ذاتِ صبورِ او

زبانِ خلق پر ہے یہ زبان حُسنِ بلاغت سے نہ ہوتی تھی سماعت پر گران فرطِ لطافت سے	۲۳۱	بہت میٹھی تھی سرور کی زبان وصفِ فصاحت سے ولا ممتاز تھا حُسنِ بیان لطفِ طلاقت سے

دلِ من از زبانش بیش ازین چیزے نمی جوید
کہ تصویرِ زبان بر صنعتم احسنت می گوید

آوازِ مبارک

۲۲۲ بلند آوازہ ام در دہر از تصویر آرایش
چہ تصویر یست کہ صناعِ ازل بنمود پردازش
وِلا اعجاز ہست من فداے حُسنِ اعجازش
کہ آوردم بدست آوازرا باحسنِ اندازش
چہ آوازے کہ آوازم فداے لُطفِ توصیفش
نداے ہاتفِ غیبی صداے حُسنِ تعریفش

۲۲۳ قلم سے رسبھری آواز کی تصویر ہے مشکل
سُہانے خواب کی اس خواب مین تعبیر ہی مشکل
صفاتِ خوبیِ آواز کی تحریر ہے مشکل
وِلا اس آیتِ آواز کی تفسیر ہے مشکل
گراموفون اگر ہوتا تو پھر ہم اس مین بھر لیتے
چڑھاکر چرخ پر اربابِ محفل کو سنا دیتے

۲۲۴ یہ وہ تصویر ہے جسکی نظر آتی نہین صورت
سنا دیتی ہے یہ کانونکو اس الحان کی کیفیت
اسی سے ہم کو ہاتھ آئی ہی جسں صوت کی صنعت
نظر آتی ہے اس تصویر مین اللہ کی قدرت
گراموفون کی ریکارڈ کی اس مین شباہت ہے
مگر وہ جسمِ مصنوعی ہے یہ جانِ بلاغت ہے

۲۲۵ دہانِ پاک سے ہم نے زبانِ پاک جب پائی
زبانِ پاک سے قوّت طلاقت کی نظر آئی
وِلا میٹھی زبان سے کان مین آواز جب آئی
صداے خوش کے سننے پر طبیعت اپنی للچائی
وہان سرور کلام اللہ مین محوِ قرارت تھے

یہان ہم گوش بر آواز مشتاقِ سماعت تھے

پریزادونکی آوازین کوئی موٹی کوئی پتلی
مغنی کی صدا کوئی اکہری اور کوئی دُہری
۲۳۶
حسینونکی صداؤن مین کوئی بھاری کوئی ہلکی
نواسنجانِ گلشن سے کوئی اونچی کوئی نیچی

مرے سرور تری آواز پیاری ہے سُریلی ہے
حسین و خوبصورت رس بھری سُتھری رسیلی ہے

مرے کانون مین جب سرکار کی آواز آتی ہے
نکلتی ہی نہین۔ نکلی تو ایسی تھرتھراتی ہے
۲۳۷
وِلا ہیبت سے پھر آواز اپنی بھول جاتی ہے
کسی کے کان مین دقت سے وہ آواز جاتی ہے

بیان مشکل ہے اس آواز کی تصویر ہے آسان
یہان لوح و قلم تصویرِ الحان بنکے ہین حیران

ہوا شیرین بیانی مین بلند آوازہ طوطی
وِلا حق سرّہٗ سے سرو کی عاشق بنی قمری
۲۳۸
چمن کے کاخون مین دھوم ہے بلبل کے نغمے کی
زبانِ خلق پر ضرب المثل ہے لحنِ داودی

حرم مین جب رسولِ دوسرا پڑھنے لگے قرآن
قرارت کی خوش الحانی پہ یہ چارون ہوے قربان

بلاغت نے دیا ہے صوتِ دلکش کا لقب اسکو
فصیحانِ عجم کہنے لگے مخلوقِ لب اسکو
۲۳۹
سمجھتے ہین سخن افروز معیارِ طرب اسکو
بلند آواز کہتے ہین بلیغانِ عرب اسکو

ہم اس آوازِ اقدس کو صدائے غیب کہتے ہین
فرشتے ہم زبان ہوکر وِلاؔ لاریب کہتے ہین

۲۴۰
عدو کہتے تھے آوازے تو آپ انجان بنتے تھے
وِلاؔ مومن جو اس آواز پر قربان ہوتے تھے
وہ اس اخلاق او راغماض پر حیران ہوتے تھے
پیمبر انکی آہٹ پر لگائے کان رہتے تھے

اُدھر سے یا رسول اللہ کی آواز آتی تھی
اِدھر سے مرحبا کی کان تک آواز جاتی تھی

۲۴۱
دیا کرتے تھے وہ کفّار کو اسلام کی دعوت
محبّت آپ سے کرتے تو کرتے آپ بھی اُلفت
بزرگی وہ اگر کرتے تو کرتے آپ بھی حُرمت
بغاوت آپ سے ہوتی تو ہوتی انکی خود ذلّت

صدف تا ہر دو لب نارد بہم گوہر نمی خیزد
کہ از یک دست در عالم صدائے بر نمی خیزد

۲۴۲
درِ سرکار پر آواز جب سائل لگاتے تھے
مدارا کے لئے جس روز گھر مین کچھ نہ پاتے تھے
کرم سے آپ کے مفلس کبھی خالی نہ جاتے تھے
ندامت سے دُعائے خیر دیکر مُسکراتے تھے

بجوشِ بندل دیدم گوش بر آوازِ سلطان را
کہ آوازِ گدا رونق دہد بابِ کریمان را

۲۴۳
وِلاؔ تصویرِ آوازِ مبارک ہوگئی کامل
غلامانِ رسول اللہ مین ہم ہوگئے داخل

بحمد اللہ یہ عزت مصور کو ہوئی حاصل	توجہ عالم رویا مین اسپر ہوگئی مائل

لگی محنت ٹہکانے جان اپنی جان مین آئی
جز اک اللہ کی آواز اسینے کان مین آئی

دندانِ مبارک

بچشم آمد مرا دندانِ پاکش از لبِ خندان	۲۴۴	کنون دارم بنقشِ حسنِ دندانش لب[۱] و دندان
و لا دندان[۲] فرو بردم بکارِ خویشتن چندان		کہ از ہر سو بگوشم[۳] خورد تحسینِ ہنرمندان

بناکامی کنون دندان[۴] بدندان می زند مانی
بحسنِ صنعتِ تصویرِ دندان[۵] می نہد مانی

نظر آنے لگی جب سلکِ لولو اسکی بتیسی	۲۴۵	دبائی اپنے دانتون مین و لا بہزاد نے انگلی
کہا صلِّ علیٰ اتری ہے یہ تصویر کیا اچھی		مری آنکہونکو دانت اپنے دکہاتی ہے چمک اسکی

جلاے او بچشمِ مہر و مہ دندانِ[۶] صبح و شب
بچشمم پارۂ دندانِ[۷] کوہ از عکسِ لعلِ لب

سخن سنجون نے دی تشبیہ دانتونکو گوہر سے	۲۴۶	نگاہِ نکتہ سنجان مین نظر آتے ہین اختر سے
چمن مین باغبان کا استعارہ شبنمِ تر سے		کہا حبِّ نباتی انکو لب نے اپنی شکر سے

ہم انکو پارۂ الماسِ مخروطی سمجہتے ہین

[۱] لب و دندان داشتن یعنی قابلیت داشتن ۱۲
[۲] دندان فرو بردن یعنی طمع کردن ۱۲
[۳] بگوش خوردن بسماعت رسیدن ۱۲
[۴] دندان بدندان زدن یعنی افسوس خوردن ۱۲
[۵] دندان نہادن یعنی اعتراف کردن ۱۲
[۶] دندان صبح و دندان شب ہر دو یعنی سپیدی صبح ۱۲
[۷] دندان کوہ کنایہ از لعل یا قوت ۱۲

بلاغت مین ہم اس تشبیہ کو پوری سمجھتے تھے

۲۴۷
یہ موتی ہین تو تیسی انکھین کی سلک گوہر ہے
حباب قند کی تشبیہ گو شبنم سے بہتر ہے
صدفِ انجم اگر دو ہے تو ہر اک دانت اختر ہے
اگر ہیرے کی کنی کی خوبیان تشبیہون کو بڑھکر ہے

کہا گوہر شناسون نے مسوڑون سے ہوا روشن
یہان الماس کے زیور مین ہے یاقوت کا کندن

۲۴۸
مسوڑے پھول ہین شبنم کے قطرے کیون نہین دندان
شفق ہے گر لبِ روشن تو یہ ہین اختر تابان
زبانی حسب یہ ہین شیرین دہن گویا ہے معمری ان
دہن کو گر صدف کہیے تو یہ ہین لؤلوِ غلطان

تعجب یہ ہے جب لب معدنِ لعلِ بدخشان ہے
تو ہیرے کس طرح اسمین ہین میری عقل حیران ہے

۲۴۹
ستارہ میرے طالع کا انھین دانتون نے چمکایا
قصیدہ اس دُرِ دندان کا جب ہمکو پسند آیا
ہوا غواص مین اس بحرِ ذخارِ مضامین کا
شہِ ذیجاہ نے منھ موتیون سے بھر دیا میرا

عدو کے دانت کھٹے ہوگئے ہونے لگا برہم
مزے قرص نباتی کی ثنا کے لوٹتے ہین ہم

زنخدانِ مبارک

۲۵۰
وَلا چاہِ ذقن کی جب کھنچی تصویر نورانی
بھر آیا منھ مین پانی غرق خجلت ہوگیا مانی

مسرت سے ہمارے منھ مین بھر آیا پانی | نظر آیا مجھے اس چاہ مین محبوب کنعانی

فسون سازانِ حکمت چاہِ نخشب اسکو کہتے ہین
سخن سنجانِ مدحت چاہِ غبغب اسکو کہتے ہین

۲۵۱
فرشتون نے فلک پر اسکو چاہِ دلو سمجھا تھا
جسے چاہِ ستارہ مین اُتر کر ہم نے جانچا تھا
وِلا چرخِ برین چکر مین مثلِ چرخ چلتا تھا
اسی پر ڈول برجِ دلو کا چڑھتا اُترتا تھا

چمن مین نہر جاری تھی اسی چاہِ زنخدان سے
یہ ساری آبیاری تھی اسی چاہِ زنخدان سے

۲۵۲
ہوا آبِ معلق سے وِلا اس چاہ کا شہرا
نہالِ قد پہ ہے سیبِ ذقن اس باغ کا میوا
ترنجِ بے شجر ہوتے ہین اس گلزار مین پیدا
اسی چاہِ زنخدان مین ہے سارا حُسن یوسف کا

اسی کے عشق مین اک باولی ہے بانوِ زمزم
اسی کے چاہنے والون مین ڈانوان ڈول ہین اک ہم

۲۵۳
شمائل نے صراحت کی نہ اس چاہِ زنخدانکی
بنی ریشِ مبارک بھی نقاب اس حسنِ پنہانکی
زنخدان اک ہے اوصافِ حسن سے خوبانکی
اسی سے بڑھ گئی تعریف مین جرأت سخندانکی

ذقن کی چاہ مین ڈوبے ہوے ہین ہم سخندانو
اسی تجنیس کو پھر اس کا ماخذ کیون نہ تم مانو

لہ چاہ نخشب یعنی چاہِ جادو
کہ بمقام نخشب حکیم ابن عطا
ساختہ بود و ازو ماہ بر می آورد ۱۲
لہ چاہ غبغب مراد است
لہ چاہ ذقن ۱۲
لہ چاہ دلو یعنی برج دلو ۱۲
لہ چاہ ستارہ یعنی رصدگاہ ۱۲
لہ آب معلق از تشبیہ ذقن ۱۲

اسی چاہِ ذقن سے باغِ تن کی آبیاری ہے اسی سے گلشنِ عارض مین خط کی سبزہ زاری ہے	۲۵۴	لعابِ لب اسی کی نہر ہے جو منھ سے جاری ہے اسی سے روے اقدس کے چمن مین گلعذاری ہے

وِلا ریشِ مبارک مین ہے یہ چاہِ ذقن پنہان
ہوا ظلمات مین جس طرح مخفی چشمۂ حیوان

اسی چاہِ ذقن سے منفعل تالاب ہوتے ہین اسی چاہِ ذقن سے تشنہ لب سیراب ہوتے ہین	۲۵۵	ندامت سے سمندر بھی وِلا آب آب ہوتے ہین اسی سے گلعذارون کے چمن شاداب ہوتے ہین

اسی گرداب سے گردش ہے چرخِ چاہِ زمزم کو
بھرا کرتے ہین ہم پانی اسی پر ناز ہے ہم کو

ریشِ مبارک

زنقشِ ریشِ پیغمبر تواے مانی ابا کردی مگر ریشِ[۲] سیاہ خود سپید از آسیا کردی	۲۵۶	ندارے[۱] پیش ماریشے چنین کارے چرا کردی کہ ریشِ[۳] خود بدست دیگرے دادی خطا کردی

ہر انکو در کمالِ ریش کندن[۴] خود نمی کوشد
بدان ماند متاعِ[۵] قلب اورا ریش بفروشد

نقوشِ موے ریشِ پاک کی اب آ گئی باری جب اپنی موشگافی صرف کر دی ہم نے یان ساری	۲۵۷	بجاے مو قلم ہونے لگی ابرو سے تیاری کھنچی تصویر ریشِ پاک پیغمبر بہت پیاری

۱؎ ریش داشتن یعنی عزت داشتن ۱۲
۲؎ ریش سیاہ از آسیا سپید کردن یعنی ناتجربہ کار بودن ۱۲
۳؎ ریش خود بدست دیگرے دادن یعنی کار خود را بدست دیگرے سپردن ۱۲
۴؎ ریش کندن یعنی سعی بسیار کردن ۱۲
۵؎ ریش فروختن یعنی [illegible] ۱۲

سزاے ریش خندے ۔ ریشِ پُر بادِ تواے مانی
بدستِ ما سپردی صنعتِ خودرا بنادانی

بہت کچھ نیچہ خورشید نے کی ریش پردازی ہوئی گو د ریشو ر گفتار کی اس مین در اندازی	۲۵۸	مرا ممدوح ریشِ آسمان پر لے گیا بازی مگر چلنے نہ پائی ایک بھی ان کی سخن سازی

عدو پہٹکارتے ہین اپنی داڑہی کو سبب کیا ہے
اُڑایا اپنا مضمون چور کی داڑہی مین تنکا ہے

یہی ریشِ مبارک رحل ہے عارض کے قرآنکی یہی شانِ نزول اس آیتِ زلفِ پریشانکی	۲۵۹	یہی رحلِ مبارک ریش ہے روے زنخدانکی یہی تفسیر ہے اس صورتِ والشمس تابانکی

خطِ عارض سراپا ہالۂ ماہ درخشان ہے
یہ داڑہی جامع خط حافظِ آیاتِ قرآن ہے

سِکھون مین راجپوتون مین بڑا اکرام ہے اسکا حنا مالون مین ایرانی لقب گلفام ہے اسکا	۲۶۰	ہوائی زہر سے حفظِ تنفس کام ہے اسکا دکن مین اے وِلا ماہِ منور نام ہے اِسکا

یہ اُس چہرے پہ ماہِ کاملِ عارض کا ہالا ہے
شفق رنگ حنا اور رنگ اس ہالے کا کالا ہے

قصیدہ ہے یہی مضمون حُسنِ روے تابانکا	۲۶۱	جبین مطلع تو ابروحُسنِ مطلع اسکے عنوانکا

[illegible]
ریش پُر باد یعنی [illegible]
[illegible]
ریش پردازی یعنی [illegible]
ریشِ آسمان یعنی [illegible]
خطوط شعاعی ۱۲
ریشو ر یعنی صاحبِ ریش
ماہ منور ۔ دکن مین [illegible]
[illegible]

ولا مقطع ہے یہ ریشِ مبارک اُس سخندانکا
یہی مجموعۂ اشعار ہے عارض کے دیوان کا

رباعی مونچھ اور ابرو کی ہے روے مقدس مین
یہی ریشِ مبارک ٹیپ کا مصرع مخمّس مین

۲۶۲
خطِ عارض اسی ریشِ مبارک کا ہے دیباچہ
قلم سے کاتبِ قدرت نے خود لکھّا ہے دیباچہ
کتابی چہرۂ انور کا کیا اچھّا ہے دیباچہ
یہ خاکہ ہے کسی کے مو قلم کا یا ہے دیباچہ

اسی خاکے مین ہے پرداز الوانِ خضابی کا
وہ دیباچہ تو یہ ہے خاتمہ روے کتابی کا

۲۶۳
گھنے تھے بال ریشِ اقدسِ روے پیمبر کے
چمک بالونکی نورِ عارضِ روشن ہین سرور کے
سُھانے بال گرداگرد تھے رخسارِ انور کے
شعاعی خط کو کرتی تھی خجل مھرِ منوّر کے

محاسن آپکی ریشِ مبارک کے بیان کیا ہون
مضامین جب کرورون۔ بال سے باریک پیدا ہون

بروتِ مبارک

۲۶۴
ولا بہزادمی مالد[۵] بروت خود بہ تصویرش
ندیدم در قلم پاسِ ادب ہنگامِ تحریرش
بروتِ خویش[۶] از و بر تافتم در حفظِ توقیرش
زبون کردم۔ بروی نقش ریختم[۳] کاین بود تعزیرش

نگاہِ نازکِ من مو قلم گردید سر تا سر

۵ بروت مالیدن بمعنی ... و غرور کردن ۱۲
۶ بروت بر تافتن از کسی بمعنی اعراض کردن و رو گردانیدن از و ۱۲
۳ بروت ریختن بمعنی ... کردن ۱۲

بلوحِ دل زدم نقشِ بروتِ پاکِ پیغمبر

۲۶۵
خطِ لب کی بنی تصویرِ مشکین اس نزاکت سے
کہ اربابِ نظر نے داد دی اپنی بصیرت سے
وِلا بھزاد نے مُنڈوائی ہین موچھین ندامت سے
بگر جلا مے سے وہ باہر ہے حُسنِ نقشِ صنعت سے

لبِ جان بخش پر تصویر کیا اچھی دکھائی ہے
اسی جوہر سے اُس شمشیرِ لب مین جان آئی ہے

۲۶۶
کمالِ صنع مین دشمن سے جب ہم داد لیتے ہین
وِلا پھراپنی موچھون پر خوشی سے تاؤ دیتے ہین
ہم اب بھزاد کی نازک نگہ کو مان لیتے ہین
بصیرت کی سند اسکو قبولِ دل سے دیتے ہین

وِلا وہ موچھ کا ہے بال سرتاپا صداقت مین
مگر شاگرد وہ اپنا ہے نقاشی کی صنعت مین

۲۶۷
نظر آتی تھین طہرپرات مین حوضِ لبا لب پر
نہ غالب تھی چمک عارض کی اس تاریکیِ شب پر
نزاکت مین وہ موچھین جوہرِ شمشیر تھین لب پر
اثر ہوتا تھا اس شمشیر کا چشمِ مخاطب پر

مسلمان اس نزاکت پر وِلا قربان ہوتے تھے
مگر کفار مارے خوف کے بے جان ہوتے تھے

۲۶۸
نکل آئی ہین موچھین اُس خطِ لب کی ترقی سے
جلی ہونے لگا خطِ خفی دیرینہ مشقی سے
ہوا روشن یہ نکتہ آپکے روے کتابی سے
لکھا ہے کاتبِ تقدیر نے باریک بینی سے

[illegible]

لبون کا سُرمگین خط صفحۂ عارض کا مسطر ہے
بروتِ عنبرین۔ سطرِ کتابت کے برابر ہے

۲۶۹
لبِ نازک بلاغت مین ہے تیغِ آتشین پیکر ۔ خطِ لب ہے اسی شمشیرِ جوہر دار کا جوہر
جوانمردانِ نام آور شجیعانِ عرب اکثر ۔ دیا کرتے ہین دشمن کے مقابل تا وُ موچھون پر

وسیلہ رزم مین یہ خط ہے اظہارِ شجاعت کا
ذریعہ بزم مین ہے اعتبارِ حُسنِ صورت کا

۲۷۰
سخندان موچھ کی سبزی کو حُسنِ لب سمجھتے ہین ۔ بلاغت مین سخنور اسکو زلفِ شب[لہ] سمجھتے ہین
وِلاہم موچھ کی تخلیق کا مطلب سمجھتے ہین ۔ حفاظت کے لئے نتھنونکی صنعِ رب سمجھتے ہین

ہوا بینی مین ان بالون سے ہر دم چھن کے جاتی ہے
سہارا اسکو ملتا ہے پلٹ کر جب وہ آتی ہے

۲۷۱
لبِ نازک پہ قائم ہین بروتِ نازکِ سرور ۔ ہمیشہ سورۂ واللیلِ خط ہے آپکے لب پر
نباشد حُسنِ تشبیہِ خطِ لب بیش ازین بہتر ۔ کہ از بیت الغزل موسوم کردندش سخن پرور

وِلا دو مصرعِ اوّل ہین اُس ابروے عالی کے
یہی دو مصرعِ آخر ہین موزون اس رباعی کے

غبغبِ مبارک

لہ زلفِ شب یعنی تیرگیِ شب ۱۲

۲۷۲
یہان تصویرِ غبغب مین طبیعت اپنی گھبرائی
نظر ریشِ مبارک پر جمی تھی مثلِ شیدائی
ہوئی رہبر ہماری شانۂ اقدس کی دانائی
اُسی کی موشگافی سے ولاؔ تصویر اُترآئی

مراہمدرو شانہ مو بمو سرگرمِ یاری تھا
ندامت کا پسینہ غبغبِ مانی سے جاری تھا

۲۷۳
مفصّل لکھ گئے جب حُلیۂ فرقِ پیمبر کو
نقاب اسکی سمجھتے ہین اگر ہم ریشِ انور کو
تو پھر تعریف مین کیون ترک کردین خاتمِ سرکو
تو پھر اسکے تعرّض سے کیون چھپائین حُسنِ جوہر کو

ولاؔ ریشِ فلک مین جرمِ کوکب چھپ نھین سکتا
نقابِ ریش مین خورشیدِ غبغب چھپ نھین سکتا

۲۷۴
جسامت آپکی تھی آخرِ عمرِ معلّے مین
ولاؔ متروک ہے یہ آپکے ہر اک سراپا مین
تہِ ریشِ نبی غبغب تھا دیدہ چشمِ بینا مین
حبابِ منعکس ہم کو نظر آتا ہے دریا مین

سخنور غبغبِ جانان کو موجِ نھر کہتے ہین
ہم اس غبغب کو نھرِ خلد کی اِک لہر کہتے ہین

۲۷۵
بدن کی فربہی مین نام اسکا غبغبِ کامل
ہوا غبغب دہانِ نازنین کے حُسن مین داخل
اسی غبغب کو ہے ظلِّ زنخدان کا شرف حاصل
زنخدان لے ولاؔ دریاے غبغب کا ہے اک ساحل

بحرِ تن سے ترکِ موجِ غبغب ہو نھین سکتا

کسی ترکیب سے خالی مرکّب ہو نہین سکتا

۲۷۶
بلاغت مین بڑی تشبیہ سے توقیر غبغب کی ... ہلالی شکل سے ہاتھ آگئی شمشیر غبغب کی
ولا آبِ معلق سے بنی تصویر غبغب کی ... ہوئی خورشیدِ غبغب سے عیان تنویر غبغب کی

ہلال اس کا نظر آتا ہے مغرب کے کنارے سے
مگر ہوتا ہے غائب ایک انگلی کے اشارے سے

۲۷۷
سخنور گو اسے کہتے ہین خود مختار و وارستہ ... مگر یہ ہے مضافاتِ دہن کا جزو پیوستہ
بقولِ نکتہ سنجان یہ زنخدان کا ہے وابستہ ... اسی غبغب کو کہتے ہین عجم آبِ گرہ بستہ

یہی غبغب ولا چاہِ زنخدان کا خزانہ ہے
یہی اُس خسروِ بالانشین کا سردخانہ ہے

۲۷۸
بلاغت نے کہا ہے اسکو سیم و سمتین سیمین ... کبھی رہتا ہے یہ مانندِ عارض تازہ و رنگین
گہے نرم و گہے سخت و سبک گاہے گہے سنگین ... ولا در عالمِ اجسام جرمِ طرفہ رنگست این

اگر سر اُٹھ گیا اوپر تو یہ خورشید بنتا ہے
اگر سر جھک گیا نیچے۔ ہلال عید بنتا ہے

۲۷۹
اسی غبغب کو شاعر گو سے سیمین فام کہتے ہین ... ہلالی ہٹ سے اسکو غرۂ ایام کہتے ہین
ہنر دارانِ ہیأت ہالۂ اجرام کہتے ہین ... حکیمانِ جہان آویزشِ اندام کہتے ہین

فنِ تشریح سے اسکی حقیقت ہوگئی روشن
یہی آویزشِ سطحِ دہن ہے ہمسرِ گردن

۲۸۰
مسلّم ہے نبی کا حُسن فائق مہ جبینوں سے
نزاکت تھی اسی غضب مین بڑھکر نازنینوں سے
سوا تھی انکے چہرے کی چمک سارے حسینوں سے
کسی پردے مین چھُپ سکتا نہین تھا دوربینوں سے

بصیرت جس کو حکمت مین نہین وہ اسکو کیا جانے
وِلا ہم جانتے ہین اس قدر آگے خدا جانے

گردنِ مبارک

۲۸۱
بنقشِ گردنش چون شمع گردن برکشی مانی
چنان شبدیزِ طبعِ خویش آوردم بجولانی
زبانت را بترم تا خبر یابی ز نادانی
کرمی خاری بناخن گردن خود از پشیمانی

ز نقشِ گردنِ عالی سخن راندم بآئینے
کہ گوشم خورد از گردن کشانِ نظم تحسینے

۲۸۲
حقیقت وہ تھی سر کی یہ صراحی دار گردن ہے
وِلا یہ شمع کافوری بیاضِ صبحِ روشن ہے
اسی سے سر بسر قالب کی رونق زینتِ تن ہے
یہی گلبن ہے جسپر بلبلِ سر کا نشیمن ہے

جھکی رہتی ہے یہ جھکتی ہے جیسی شاخِ بار آور
سبق گردن کشوں کو مل چکا ہے اس سے سرتاسر

بدون موقدہ استعمال است گردن ران موقدہ را محذوف دانند چنانکہ پاشیدن بجائے پاشیدن ۱۲

۵ گردن کشان نظم کنایہ از سخن گویان ۱۲

۲۸۳
سرِ اقدس شگفتہ پھول تھا سرو رکی گردن پر
مگر اخلاق سے تھا بارِ احسان سر کی گردن پر
وِلا احسانِ گردن جسطرح زیور کی گردن پر
عیان تھا بارِ گردن آپکے چنبر[۱] کی گردن پر

سرِ و گردن بہم وابستۂ احسان تھے ہنسلی کے
یہ تینون سر بسر ممنون تھے ہر ایک پسلی کے

۲۸۴
وِلا یہ آپکے اعضا کے تھے اخلاقِ جسمانی
یہان جنکے بیان مین ہم نے دی دادِ سخندانی
جوارح سے سوا تھے آپکے اخلاقِ روحانی
جھکی رہتی تھی گردن اور مروت نقشِ پیشانی

چنان می کرد گردن[۲] چرب و نرم اندر سخن گفتن
کہ تارِ رشتہ نرمی می پسندد در گہر سفتن

۲۸۵
وِلا گردنکش انکے سامنے گردن جھکاتے تھے
نہ سرکش و بر وانکے کبھی گردن اٹھاتے تھے
جو انکے امتثالِ حکم مین گردن ہلاتے تھے
نگہبان انکی گردن تیغِ ابرو سے اڑاتے تھے

اسی گردنکا شہرہ گردن افرازونکے کانون مین
اسی گردنکی رفعت کا ہے چرچا آسمانون مین

۲۸۶
اسی کا نام ہے فوارۂ سرچشمۂ کوثر
اسی سے لے چلے پیاسے صراحی اپنی بھر بھر کر
صفات اسکے ہین نورانی مصفا و صفا پرور
یہی ہے دستۂ بلور یا مرآۃ پر جوہر

اس آئینے مین روشن عکس ہے خالق کی قدرت کا

[۱] چنبر بقول فرہنگ آصفیہ گردن کی ہنسلی ... ہنسلی پر فرمایا ہے چنبر گردن وہ ہڈی جو گردن کے نیچے اور سینے کے اوپر ہے

[۲] گردن چرب و نرم کردن یعنی فروتنی ...

وِلاؔ دل پر ہمارے نقش ہے صانع کی صنعت کا

نمونہ ہے فلک اس گردنِ عالی کی رفعت کا — ۲۸۷ — اسی گردن کا خم اظہار ہے حق کی اطاعت کا
اسی گردن پہ سارا بوجھ ہے عصیانِ اُمت کا — اسی گردن پہ سارا بارِ اُمت کی شفاعت کا

کبھی آنے نہ پایا بارِ احسان اُن کی گردن پر
اُنھیں کا ہے سراسر بارِ احسان اپنی گردن پر

جفا پرداز کی گردن سے وہ ہرگز نہ ٹلتے تھے — ۲۸۸ — وِلاؔ نیزے پہ سرگردن اُڑا کرکے نکلتے تھے
پکڑ کر انکی گردن باغیوں کے سر کچلتے تھے — صفوفِ جنگ میں گردن اُٹھائے آپ چلتے تھے

دِکھاتے تھے وہ عجز اپنا جھکا کر اپنی گردن کو
بڑھاتے تھے ہمارے دل پھنسا کر اپنی گردن کو

اسی گردن کا آگا حلق ہے اپنی زبانوں پر — ۲۸۹ — جسے حلقوم کہتے ہیں سخندانِ عجم اکثر
یہی راہِ غذا ہے جس سے جاتی ہے غذا اندر — غذائے پاک کا پیغامبر ہے حلقِ پیغمبر

تنفس کی ہے نالی اس میں جو دنرات چلتی ہے
اسی رہ سے ہوا ہوتی ہے داخل اور نکلتی ہے

ادب سے آپکے گردن جھکائے سب پیش تھے — ۲۹۰ — جمالِ حُسن سے حورانِ عالم آپ پر غش تھے
اسی گردن کے آگے سر جھکائے سارے سرکش تھے — صراحی دار گردن پر کیا کرتے سب اش اش تھے

بآئینِ سخندانی کشیدم نقشِ گردن را
مجالِ[1] (گردن دعوئے[2] کشیدن) دادہ ام تن را

دوشِ مبارک

۲۹۱
اگر بہزاد کا کاندہا پکڑ کر بڑہ چلین ہم بہی
بصیرت سے اگر کچھ کام اس فن مین لین ہم بہی
سراپا جنکے مورت اسکے سانچے مین ڈہلین ہم بہی
کسی دن پہر کفِ افسوس حسرت سے ملین ہم بہی

ولا ممنونِ احسانم کہ دوشم[3] می دہد مانی
کہ نبود شیوۂ کفرانِ نعمت در مسلمانی

۲۹۲
یہان گو ہم فنِ تصویر مین ہمدوشِ[4] مانی ہین
مگر تصویر کی پرواز مین جدت کے بانی ہین
نکاتِ فن سے ماہر عرف مین ارژنگِ ثانی ہین
مزا یہ ہے کہ اس فن مین بہی خلاق المعانی ہین

بصنعت دوشِ[5] خود بر میزنیم از موشگافیہا
خبرداریم از موضوعِ مصنوعات و ما فیہا

۲۹۳
ولا تصویرِ دوشِ پاک مین اعجاز ہے اپنا
ہمارا جوہرِ ذاتی سخن پرداز ہے اپنا
بحمد اللہ صناعِ ازل دمساز ہے اپنا
فنِ نازک مین اس تصویر سے اعزاز ہے اپنا

بنقصِ صنعِ او چون می زنیم ارژنگ را دوشے[6]
چرا دوشے خورد[7] این مردِ ہشیاری چو مدہوشے

[1] مجال دادن بمعنی فرصت دادن ۱۲
[2] گردن دعوی کشیدن بمعنی ناز کردن ۱۲
[3] دوش دادن بمعنی امداد و اعانت کردن ۱۲
[4] ہمدوش بمعنی ہمسر و [illegible] صفحہ ۱۲
[5] دوش افرازدن بمعنی ناز و غرور کردن ۱۲
[6] دوش زدن بمعنی خبردار کردن ۱۲
[7] دوش خوردن بمعنی بیدار [illegible] ۱۲

۲۹۴
خدا کی شان آتی ہے نظر شانونکی رفعت مین
رہا کرتا ہے سارا ہاتھ انکے دستِ قدرت مین
جنھین کرسی سمجھتے ہین بابِ آورِ بلاغت مین
کلائی اور کہنی پر ہین قادر اپنی قوت مین

یہین سے ابتدا ہے بازوِ دستِ مقدس کی
انھین پر انتہا آویزشِ گیسوے اقدس کی

۲۹۵
وِلا دوشِ مبارک منزلت مین عرش و کرسی ہین
کراماکاتبین سے انکی تشبیہین سہانی ہین
یہ دو شانے ہین لیکن شانِ یکتائی مین ایکی ہین
علوِ مرتبت مین آسمانون سے یہ عالی ہین

رداے اقدس اُنپر پردۂ ابرِ بہاری ہے
انھین پر بال ہین کالی گھٹا کی مشک باری ہے

۲۹۶
کفن مین اپنا منھ ڈہانپے ہوے آیا ہون ای سرور
گنہ کے بار سے طاقت نہ تھی چلنے کی اے رہبر
وفورِ معصیت سے اپنے شرمندہ ہون سرتاسر
سوار آیا ہون اپنے چار فرزندونکے کاندہونپر

بوصفِ دوشِ پاکت شاہدِ مقصد در آغوشم
کہ دوشم دادی[1] و من از گناہِ خود سبکدوشم[2]

۲۹۷
بنی تصویر جب شانے کی پھر شہرہ ہوا اپنا
ہجومِ خلق سے شانے سے شانہ چھل گیا اپنا
اُمنڈ آئے تھے زائر اسقدر گھر بھر گیا اپنا
بڑہا تصویرِ دلجوے بغل مین حوصلا اپنا

بڑہی ہمت تو پھر ہم نے چڑہالی آستین اپنی

[1] دوش دادن یعنی مدد کردن ۱۲
[2] سبکدوش یعنی بے بار و بے تار آزاد کیا ہوا ۱۲

مسرت سے چمکتی تھی ولاؔ روشن جبین اپنی

بغلِ مبارک

بغل مین مار کر آئے تھے سامان حضرتِ مانی ۲۹۸ مگر ہیات سے صورت پر برستی تھی پریشانی
ولاؔ انکی نہ ہوگی اس سے بڑھکر کوئی نادانی مرے آگے دکھایا چاہتے تھے اپنی جولانی

بغل مین جو دبا رکھتے ہین نادان اپنے ایمان کو
کبھی نیچا دکھا سکتے نہین مردِ مسلمان کو

ولاؔ مانی کی خاکے ہی مین قلعی کھلگئی ساری ۲۹۹ لگا ہیبت سے بغلین جھانکنے خصت تھی عیاری
ندامت کا پسینہ سر بسر بغلونسے تھا جاری روان تھی سیلِ حق بغلے سے دامن ہوگیا بھاری

وہان آنکھون مین ہم کو پھر نہ وہ صورت نظر آئی
یہان تصویرِ شایانِ بغل فوراً اُتر آئی

یہی شانے کے نیچے کا ہے حصہ جسم انسانسے ۳۰۰ پھر ونکے جوڑ کا حافظ ہے اندازِ نگہبانسے
معانق آپ ہوتے تھے ہمیشہ اپنے مہمانسے بغل گیری نے آگہ کر دیا اس حُسنِ پنہانسے

بحمد تصویرے کہ چون تصویرِ جانان در بغل دارم
پئے وصفِ بغل ہا بر زبان لطفِ مَثَل دارم

نفاست مین تری اسکی ہے مثلِ نافۂ آہو ۳۰۱ پسینے کو ٹپکنے کا کبھی ملتا نہین قابو

وِلاؔ ہم کو ملا تشبیہ مین تعریف کا پہلو | کہا نازک خیالون نے بغل کو غنچۂ شبّو

بغل گیری سے مہمان جب مشرّف ہو کے آتے تھے
صفاتِ حُسن و تعریفِ بغل کو جان جاتے تھے

۳۰۲
سراپا مین سخندانون نے اسکو ترک فرمایا | یہ اونکی مصلحت تھی ہم کو موقع اس کا ہاتھ آیا
حضورِ شاہ مین جب ہم نے پڑہنے کا شرف پایا | تبسّم نے قبولیّت کا ہم کو رنگ دکھلایا

سخندان سارے بغلین جھانکتے ہین مُنھ چھپاتے ہین
خوشی سے اپنے بچّے اے وِلاؔ بغلین بجاتے ہین

مُہرِ نبوت

۳۰۳
لبِ بہزاد پر مُہرِ خموشی کا سبب کیا ہے | ذرا پوچھے کوئی خاموش کیون ہے کسنے روکا ہے
بتائے ہم تمھین دیتے ہین اپنے فن مین یکتا ہے | سیانا ہے اسی مین خیر وہ اپنی سمجھتا ہے

یہان نورِ قلم کے ساتھ ہے تائیدِ یزدانی
بڑہے جب ہم تو وہ تھا اے وِلاؔ تصویرِ حیرانی

۳۰۴
مِلا موقع زیارت کا ہمین حمّامِ سرور مین | کھڑے تھے ہم وہان پشتِ مبارک کے برابر مین
جما آنکھون مین پہلے عکس جیسے نور گوہر مین | وِلاؔ تصویر تھی پھر قدرتِ دستِ سخنور مین

قلم سے کاغذِ روشن پہ جب نقشہ اُتر آیا

تو حُسنِ مُہر کا الفاظ پر مضمون اُبھر آیا

۳۰۵
اتارا مین نے نقشِ پاک اس مُہرِ نبوت کا
فنِ تصویر مین ہے یہ نمونہ میری صنعت کا
یہ تمغاے رسالت ہے اُسی مُہرِ شریعت[1] کا
یہی صنعت نمونہ ہے وِلا خالق کی قدرت کا

یہی تصویر مُہرِ لب بنی بہزاد و مانی کی
رہی باقی نہ گنجایش کوئی اب لن ترانی کی

۳۰۶
وہ ختم المرسلین تھے اور یہ خاتم نبوّت کی
علامت تھی اسی پر موے مشکین سے کتابت کی
یہ مُہرِ آل تمغاے سند انکی رسالت کی
یہ مُہرِ مستند سرنامۂ قانونِ قدرت کی

مسجّل اسمِ اعظم سے ہے یہ منشورِ ربّانی
حقیقت مین اسی کی نقل تھی مُہرِ سلیمانی

۳۰۷
کھوونکے درمیان مُہرِ نبوّت کا جما سکّا
غدودِ سرخ کی ہیات مین تھا اک گوشت کا انڈا
تہِ گردن عیان تھا قدرتی حلقہ نبوت کا
شمائل مین ہوا اس مُہر کی تعظیم کا شُہرا

شرف اندوز جب سلمان ہوے مُہرِ نبوّت سے
ہوے واقف وہ عالی رتبہ مُہرِ شریعت سے

۳۰۸
عزائم خوانِ افسون دان اسے مُہرِ شفا[2] سمجھے
سخندان اسکو مُہرِ خالق[4] جلّ و علا سمجھے
امامیہ اسے مصداقِ مُہرِ کربلا[3] سمجھے
رسولِ دوسرا کو مُہرِ بردارِ[5] خدا سمجھے

[1] مُہرِ شریعت کنایہ از سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
[2] مُہرِ شفا۔ کنایہ از رشتۂ گرہ دار کہ عزائم خوانان آنرا در گلوے بیمار براے دفع مرض او می اندازند ۱۲
[3] مُہرِ کربلا کنایہ از خاکِ شفا ۱۲
[4] مُہرِ خالق [illegible] ۱۲
[5] مُہر بردار [illegible] منصوص [illegible] اولیا شد ۱۲

وِلاؔ مُہرِ دہانِ روزہ داران ہم سمجھتے ہین
یہان لطفِ سخن کو غیرِ صائم کم سمجھتے ہین

۲۰۹
کہا محسنؔ نے تھا اُس مُہر مین کلمہ شہادت کا
وثیقہ تھا یہی سردارِ عالم کی رسالت کا
اشارہ جس شہادت مین ہے اُس خالق کی وحدت کا
وِلاؔ پاتے ہین ہم کچھ اختلاف اسمین روایت کا

خدا ہی کو خبر اس واقعے کی کیا حقیقت تھی
ہُوا ہے اتّفاق اس پر کہ وہ مُہرِ نبوّت تھی

۲۱۰
بِنا ہے آل تمغے کی یہان ترکونکی دولت سے
دول نے اس طریقے کو کیا جاری عقیدت سے
سلاطین نے لیا اس رنگ کو مُہرِ نبوّت سے
یہان ہم کو ملی تائید اس آثارِ عزّت سے

وِلاؔ رنگِ بلندش لطفِ تاریخی دہد مارا
کہ لاکِ سرخ شد تزئینِ عنوان آل تمغا را

دستِ مبارک

۲۱۱
قلم ہے ہاتھ مین میرے ترے ہاتھونکی مدحت مین
ہر اک مضمون برجستہ ہے میرے دستِ قدرت مین
مرا دل شوق سے ہاتھون اُچھلتا ہے کتابت مین
اُٹھے ہین ہاتھ لاکھون ہر طرف میری حمایت مین

اگر ہو جاے گا یہ کام سرور میرے ہاتھون سے
مین ہاتھون ہاتھ پاؤنگا صلہ ان تیرے ہاتھون سے

۳۱۲ حقیقت کہُل گئی ہاتھونسے تیرے اُس مصوّر کی
بٹایا ہاتھ ہم نے بھی مگر اسکو نہ کچھ سوجھی
مبارک کام سے وہ ہاتھ دہو بیٹھا بہت جلدی
ہوئی دُنیا مین آخر اسکے ہاتھون اسکی رسوائی

پئے تصویر جب دستِ مبارک سے ہٹا جامہ
پکڑ کر رہ گیا بہزاد اپنے ہاتھ مین خامہ

۳۱۳ لگاتا ہاتھ مین جس کام کو ہون کر دکہاتا ہون
پھر اس تصویر کو دستِ مبارک سے ملاتا ہون
ابھی تصویر مین دستِ مبارک کی بناتا ہون
صلہ اس کا انھین ہاتھونسے ہاتھون ہاتھ پاتا ہون

شدم با او مصافح دستِ پاک او بدست من
قلم تشبیہِ دست و خامۂ من (پیشِ دست) من

۳۱۴ انھین ہاتھون مین ہے ساعد انھین مین چوڑ بازو کا
انھین مین نیز دستِ پاک ہے اور ہاتھ کا پنجا
انھین ہاتھون مین ہی کُہنی انھین ہاتھون مین پہنچا
اُسی مین ہے ہتیلی اُنگلیان اور ناخنِ والا

دِلا تعمیم دستِ پاک را تخصیص ہم باید
بیانِ ہر یکے در ملحقاتِ دست می آید

۳۱۵ اِنھین ہاتھونکو کافر بے امان تلوار کہتے ہین
زبان آور انھین کو حامیِ پیکار کہتے ہین
مسلمانانِ عالم قاتلِ کفار کہتے ہین
ہم انکو حاملِ شمشیرِ جوہر دار کہتے ہین

انھین ہاتھون وہ اپنی میان سے باہر نکلتی ہے

کہ دست بدل آں پدید
عاجز و ناتوان و مضطر ۱۲

انھین ہاتھون سے وہ کفّار کی گردنپہ چلتی ہے

۳۱۶
انھین ہاتھون سے وہ کفّار پر نیزہ چلاتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جو دشمنونکے دل ہلاتے تھے
انھین ہاتھونکی ہیبت سے عدو کو دست آتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جن سے عدو پر فتح پاتے تھے

انھین ہاتھونکی قوّت سے گھٹی کفّار کی طاقت
انھین ہاتھونکے صدقے مین بڑہی اسلام کی قوّت

۳۱۷
یہی رازِ حمایت ہین یہی ہین حامیِ اُمّت
انھین ہاتھون مین ہے طاقت انھین ہاتھونمین ہے قوّت
یہی ہین بانیِ مذہب یہی ہین حافظِ ملّت
انھین کو نکتہ سنجون نے کہا ہے خالقِ نصرت

اِنھین ہاتھون سے وہ تلوار کافر پر اُٹھاتے تھے
انھین ہاتھون سے وہ کفّار کو نیچا دکھاتے تھے

۳۱۸
جو تو چاہے کرے سب کچھ ہے تیرے دستِ قدرت مین
مقدّر دست بستہ ہے یہان تیری اطاعت مین
دلِ عالم ہین تیرے ہاتھ مین تو اُنکی خدمت مین
ملائک ہاتھ پہیلائے ہُوئے تیری حکومت مین

اشارے پر ترے تقدیر تیرے ساتھ ہوتی ہے
ترے احکام کی تعمیل ہاتھون ہاتھ ہوتی ہے

۳۱۹
ترا دستِ مبارک دستگیرِ ناتوانان ہے
اسی کا وصف گوہر بار ہے اور گوہر افشان ہے
ترا دستِ حمایت دست بردِل کا نگہبان ہے
ترے دستِ کرم پر حاتمِ طائی بھی قربان ہے

بدرگاہِ خدا بہرِ دعا چون دست برداری
باستقبالِ وآید اجابت از درِ باری

بازوے مبارک

۳۲۰
پھڑکنے جب لگے بازو تو پھر آنے لگی خوشبو
ہٹی ساعد[۱] سے جب چادر نظر آنے لگے بازو
سواری آگئی اور سامنے تھی قامتِ دلجو
مرے بختِ مساعد سے ملا تصویر کا قابو

ادب سے ہاتھ کو بوسہ دیا قدمون پہ سر رکھا
مگر بازو کو مین نے اے ولاؔ پیشِ نظر رکھا

۳۲۱
مری خوش قسمتی سے ساتھ تھا تصویر کا سامان
ملا یا بازوِ اقدس سے پھرا سپر ہوا قربان
بچا کر آنکھ مین نے لی ولاؔ تصویرِ عالیشان
بلورین ساعدِ[۱] منقوش پر مین خود رہا حیران

اسی تصویر کو بندِ مسدس مین دکھاتا ہون
جسے مین ساعدِ خوبان کا بازوبند پاتا ہون

۳۲۲
ولاؔ اس ساعدِ سیمین سے جب ہاتھ آگئی دولت
قبا کی آستین ہے پردۂ فانوس کی صورت
اسی دولت سے ہاتھون ہاتھ پیدا ہو گئی قوت
اسی فانوس سے اس شمعِ ساعد کی ہوئی زینت

یہان تشبیہِ شمعِ طور سے پُرنور ہے بازو
مرے زخمِ جگر کا مرہمِ کافور ہے بازو

[۱] یہان ساعد بمعنی بازو ہے۔ فارسی اور عربی کا استعمال بازو اور کلائی دونون کے لئے ہے ۱۲

۳۲۳
حکومت ہے اسی کی جسم مین کہنی سے شانے تک
اسی کے زور سے زورِ کمان اور قوتِ ناوک
اسی سے تھے مخاطب شاہِ عضد الدولۂ زیرک
اسی کے زورِ بازو تھے علیِؑ مرتضیٰ بیشک

اسی بازو کی قوت قوتِ بازوے حیدر تھی
شجیعانِ عرب کے زورِ بازو کا یہ جوہر تھی

۳۲۴
وِلا وصفِ اعانت ساعدِ انور پہ شیدا ہے
مساعد بخت ہین اپنے جو اس ساعد کو دیکھا ہے
بلورین ساعد اس کا سینۂ ماہی سے پیدا ہے
نظر آتی ہین جس مین مچھلیان وہ سیلِ دریا ہے

اعانت جسکو اس بازو سے ہو وہ کیون نہ پار اُترے
جو اسکو دیکھ لے دریا تو موجون کا خمار اُترے

آرنج مُبارک (کُہنی)

۳۲۵
وِلا بازو سے آگے بڑھ کے ہم کہنی پہ آتے ہین
یہان مسند پہ کُہنی ٹیک کر خاکا جماتے ہین
لقاے بندگاہِ ساعد و بازو دکھاتے ہین
ہلاتا ہاتھ ہے بہزاد ہم کُہنی چلاتے ہین

یہان بہزاد کی کُہنی پہ ہم ہرگز نہ جاینگے
نزاکت سے وِلا تصویر اسکی خود بناینگے

۳۲۶
اسی پر اے وِلا کرسی نشینونکا سہارا ہے
اسی مرفق کے ٹیکے پر یہان اپنا گزارا ہے
اسی کا حالتِ غفلت مین کیا اچھا اشارا ہے
اسی مرفق مین وصفِ نازکِ رِفق و مدارا ہے

نظر آئی وضوے مصطفےٰ مین نازنین اپنی
چڑھائی تھی پیمبر نے اُسی تک آستین اپنی

۳۲۷
سہارے سے اسی مفصل کے ہم ہر دم سنبھلتے ہین
سمندر مین سفینے اسکی پامردی سے چلتے ہین
اسی اِک جوڑ سے دن بھر مین بیسیون کام چلتے ہین
اسی کہنی کی ٹکر سے ہزارون دل دہلتے ہین

مقولہ ہے عرب کا اے وِلاؔ اسباب مین برحق
جراحُ السیفِ شیٔ ھیّنٌ من ضربۃِ المرفق

ساعدِ مبارک (کلائی)

۳۲۸
مین پہنچا آپکے پہنچے پہ جب وصفِ سراپا مین
حقیقت مین ہین یہ دو ہڈیان دستِ توانا مین
نظر آنے لگی اِک شاخِ نازک سروِ بالا مین
دو نالی ہے تمنچہ ہو بہو اُس دستِ یکتا مین

یہ دو ضربی تمنچہ جب صفِ لشکر پہ چلتا ہے
وِلاؔ ہیبت سے سارے کافرونکا دل دہلتا ہے

۳۲۹
یہان کہنی کے آگے آپکی نازک کلائی ہے
اِسی نازک بدن کی اپنے پنجے تک رسائی ہے
نزاکت کی بدولت اس مین وصفِ دلربائی ہے
عزیزو اسکی فطرت مین سراپا خود نمائی ہے

کلائی آستین سے خود بخود باہر نکلتی ہے
مسیحا کی ہے یہ رہبر اسی مین نبض چلتی ہے

۳۴۰ یہ دن بھر مین کئی بار آبِ زمزم سے نھاتی ہین — نمازِ پنج وقتہ کے وضو مین دہوئی جاتی ہین
چڑہا کر آستین جب آستین سے باہر آتی ہین — تو پھر آنکھون مین میری ہر دمک بنکر سماتی ہین

یہ دونون دلربا ہین ملحقاتِ دست مین شامل
معین زور باز و پنجۂ اقدس کی ہین حامل

پنجۂ دستِ مبارک

۳۴۱ مرے پنجے مین اُنگلی کا قلم یہ نقشِ فطرت ہے — ملا ہے خامۂ معجز رقم خالق کی قدرت ہے
وہ محوِ نقش ہے سر تا قدم تصویرِ صورت ہے — ترے پنجے کا وہ بھرتا ہے دم یہ اسکی طاقت ہے

اسی تصویر کا صدقہ ہے خامہ اپنی طاقت مین
خدا کی شان ہے لوح و قلم ہین اسکی قدرت مین

۳۴۲ کفِ دستِ مبارک سے مرکب پنجۂ انور — اِسی پنجے نے پانچون اُنگلیان رکھین ہتیلی پر
کہا کرتے ہین اسکو پنجۂ مرجان[1] سخن پرور — چمک مین پنجۂ الماس[2] ہے اور پنجۂ گوہر[3]

یہ اپنے رنگ و بو مین پنجۂ گل[4]۔ پنجۂ[5] لالا
گلون سے پنجۂ خورشید[6] کی تشبیہ ہے اعلیٰ

۳۴۳ اکہاڑون مین اسی پنجے کا دم اُستاد بھرتے ہین — اسی پنجے کی سارے پنجہ کش تعظیم کرتے ہین
اسی پنجے سے کُشتی باز کے شانے اُترتے ہین — یہ وہ پنجہ ہے نورانی نہوٹی جسپہ مرتے ہین

۱؎ پنجۂ مرجان - مرجان باشد ۱۲
۲؎ پنجۂ الماس - الماس نشان باشد ۱۲
۳؎ پنجۂ از نشین گوہر گوہر بار استعمال کردہ شدہ ۱۲
۴؎ پنجۂ گلبرگ ... باشد ۱۲
۵؎ پنجۂ گل - گل باشد ۱۲
۶؎ پنجۂ لالہ - لالہ باشد
۷؎ پنجۂ خورشید کنایہ از خطوط شعاعی ۱۲

اسی پنجے کا چرچا چار سو شش دانگِ عالم مین
اسی پنجے کا شہرا ہشت منظر[1] ہفت طارم[2] مین

۳۴۴
اسی پنجے مین تھا خنجر اسی پنجے مین تھا بھالا
سرِ دشمن اسی خنجر سے تو نے کاٹ ہی ڈالا
اسی بھالے کی قوت سے ہوا دشمن تہ و بالا
طفیلِ پنجۂ سیمین ہوا کافر کا منھ کالا

اسی پنجے سے پنجہ پھر گیا جب دستِ ظالم کا
ہوا دنیا سے استیصال نوعِ مظالم کا

۳۴۵
ہر اک انگلی ہے مصرع بندِ انگشت اسکے ہین ارکان
ہر اک ناخن ہے انکا قافیہ بحرِ سخن آسان
اسی پنجے سے پائے ہم نے ان اشعار کے اوزان
کفِ دستِ مبارک ہے انھین اشعار کا دیوان

وِلا پانچ انگلیون سے پنجۂ نازک مخمس ہے
اسی پنجے پہ قربان آج یہ اپنا مسدس ہے

کفِ دستِ مبارک

۳۴۶
کفِ دستِ مبارک کی صفت کیا ہو بیان مجھ سے
لیا چاہین اگر اہلِ سراپا امتحان مجھ سے
مگر بیٹھا ہے جرأت پر مری صحنِ جنان مجھ سے
ہمین گوے وہمین میدان نپٹ لین وہ یہان مجھ سے

اسی کف کو سخنور ساحت و میدان سمجھتے ہین
اسی مٹھی کو شاعر (گوے و رچوگان) سمجھتے ہین

[1] ہشت منظر کنایہ از ہشت بہشت ۱۲
[2] ہفت طارم کنایہ از ہفت آسمان ۱۲

۳۳۷
ید بیضا اگر موسےٰ کا تھا یہ تھا کفِ بیضا
جلا تھا آگ سے وہ یہ سراپا نور تھا ایسا
وہ ناری تھا یہ نوری وہ مجازی یہ حقیقی تھا
کہ یہ تھا ماہِ کامل اور وہ تھا آگ کا شعلا
مسلمانون کی جنت ہے اسی روشن ہتھیلی مین
اسی کی آگ ہے دلمین طپش قلبِ یہودی مین

۳۳۸
خطوط ہندسی اسکے ہین نقشِ طالعِ انسان
اسی کف کو کہا ہے نکتہ سنجون نے کفِ احسان
وِلاؔ چلو کو جامِ جم کہون یا ساغرِ دوران
صدف مُٹھی ہے بے شک جب ہتیلی ہو گہر افشان
کریم اس کا لقب ہے یہ لٹاتا ہے زر و گوہر
پلاتا ہے مئے وحدت یہ اپنا جام بھر بھر کر

انگشتانِ دستِ مبارک

۳۳۹
بلاغت مین قلم تشبیہ انگشتِ شہادت کی
اسی سے لکھ رہا ہون داستان مین انکی مدحت کی
مقدس انگلیون کے وصف مین جسنے حمایت کی
اسی کی خوش خطی تعریف ہے میری کتابت کی
قلم ہے تر زبان ڈوبا ہوا ذوقِ سیاہی مین
بن آئی اسے وِلاؔ پنجے کی پانچون انگلیان گھی مین

۳۴۰
وِلاؔ آج انگلی کے بڑے ثابت قدم نکلے
سخن پرور نکلنے کو تو صدہا بیش و کم نکلے
قلمدان چھوڑ کر اس فکر مین لاکھون قلم نکلے
مگر نکلے تو پورے امتحان مین ایک ہم نکلے

سخن سنجونکی فکرین اپنی ہمسر ہو نھین سکتین
یہ پانچون انگلیان باہم برابر ہو نھین سکتین

۳۴۱
وِلا انشق القمر اعجاز انگشتِ شہادت کا
خلافِ عقل ہے لیکن ہے ماخذ خرقِ عادت کا
یہ استنثار ہے روشن مقصدِ قانونِ قدرت کا
یہی ہے معجزہ مصداق اعجازِ نبوّت کا

مخالف منحرف ہین اُنگلیان کانون مین رکھتے ہین
نبی اپنی نبوّت کی سند شانون مین رکھتے ہین

۳۴۲
ہتیلی اور پانچون انگلیان پنجے مین شامل ہین
یہی ہین پنجتن جو موجدِ عقدِ انامل ہین
یہ پانچون از پنج آیت[۱] ہین جو مُٹّھی مین داخل ہین
وِلا تشبیہ مین انگشتِ شمسی[۲] کے مماثل ہین

ہر اک اُنگلی پہ ناخن ماہِ نو اپنی شباہت مین
یہ پانچون ہین بلورین مچھلیان بحرِ بلاغت مین

۳۴۳
اسی اُنگلی کی ہر اک پور مین دیکھا عجب نقشا
وِلا پورون کے چودہ جوڑ ملکر بنگئے پنجا
کبھی کھُتی نظر آئی کبھی شانہ کبھی پہنچا
اسی مُٹّھی مین ہے مخفی معمّا رازِ وحدت کا

یہی مجموعۂ قدرت ہے پنجہ جس کو کہتے ہین
انامل جس مین باہم رات دن مل جُل کے رہتے ہین

ناخنِ دستِ مبارک

[۱] پانچ آیت بقول فرہنگ آصفیہ وہ پانچ سورۂ قرآن یا آیات جو اکثر فاتحہ مین پڑھی جاتی ہین ۱۲

[۲] انگشتِ آفتاب کنایہ از خطوطِ شعاعی و انگشتِ شمسی شد ۱۲

۳۴۴

قلم کی نوک سے ممکن نہ تھی توصیفِ ناخن کی
کتابت مین نہ پائی جب کوئی تحریفِ ناخن کی
خطِ ناخن سے لکہتا ہون ولا تعریفِ ناخن کی
اسے کہنے لگے اہلِ زبان تصنیفِ ناخن کی

ولا فولاد کی پتی ہے اپنا ناخنِ خامہ
اسی ناخن سے ہے جسمِ قلم پر آہنی جامہ

۳۴۵

زبانِ تیغ پر ہین ناخنِ شمشیر یہہ ناخن
ہلالِ آسمان کی ہین مگر تصویر یہہ ناخن
ترے ابرو ہین دونون یا کمانِ تیر یہہ ناخن
مہِ نو سے یہان رکہتے ہین ناخن گیر یہہ ناخن

کہا ہے جن سخنداں نے انکو غنچۂ گلبن
سنبہل کر ہوش مین آجائین وہ لین عقل کے ناخن

۳۴۶

بشکلِ ناخنِ حور آسمان پر یہ نظر آیا
سمندر مین صدف نے ناخنِ خرش کا لقب پایا
فلک پر ناخنِ چشمِ شب اس ناخن کا ہے سایا
چمن مین ناخنِ گل کو اسی ناخن نے دکہلایا

جہان مین ہر جگہ اس ناخنِ اقدس کا شہرا ہے
زمین و آسمان و بحر و بر مین نام اس کا ہے

۳۴۷

گرہ پڑتے ہوے دیکہی نہین ابرو سے ناخن پر
سرش گردم کہ دارد ناخنے انگشت او بر سر
ولا عقدہ کشائی مین یہہ ناخن ہے بہر حیدر
بدل بشکست یارا ناخنِ انگشتِ پیغمبر

کرن کو اس لئے ہم ناخنِ خورشید کہتے ہین

ناخنِ شمشیر تیزیِ شمشیر ۱۲
ناخن گیر [illegible] ۱۲
ناخن [illegible] ۱۲
ناخن و رکنایہ از ہلال ۱۲
ناخنِ چشم ۔ شب
کنایہ از ماہ ۱۲
ناخنِ خرش کنایہ از صدف ۱۲
ناخنِ گل ۔ کنایہ از برگِ گل ۱۲
ابرو سے ناخن ۔ ناخن باشد ۱۲
ناخن بدل شکستن رغبت خاطر گردیدن ۱۲
ناخنِ خورشید ۔ خطوطِ شعاعی ۱۲

شعاعی خط چمک مین مثلِ ناخن بڑہتے رہتے ہین

پشتِ مبارک

صفاتِ پشت مین ہون پشت[1] بدیوار حیرت سے فنِ تشریح نے واقف کیا انکی حقیقت سے	۳۴۸	پسِ آئینہ پائے مہرہاے[2] سیم کثرت سے شمار انکا وِلا جو میں ہے قانونِ حکمت سے

نظر آتا تھا آئینے کی صورت سامنے سینہ
پسِ آئینہ تھی پشت مبارک پشتِ آئینہ

عریض اسکو بتایا نکتہ سنجانِ شمائل نے کیا مایوس ہم کو قلتِ علم و سائل نے	۳۴۹	اُسے عالم کا پشتیبان لکھا بعضے رسائل نے ہماری پیٹھ ٹھونکی آپکے حُسنِ فضائل نے

فروتن[3] بود و در رفتار خود پشت[4] دوتا دارد
زسلک مُہرہ تسبیحے وِلا از کہربا دارد

بیاضِ پشتِ اقدس صفحۂ قرطاسِ نورانی عیان اس پیٹھ کے فقروں سے دو کالم تھے طولانی	۳۵۰	سوادِ موے تن رشکینِ رقم آیاتِ قرآنی مسجّل یہ سند تھی حاملِ احکامِ ربّانی

اسی فرمان کے عنوان پر مُہرِ نبوّت تھی
خطِ کوفی مین فرمانِ الٰہی کی کتابت تھی

اسی کی پشت[5] گرمی نے مٹایا سرد مہری کو	۳۵۱	اسی کی پشت[6] داری نے بڑہایا خلق کے جی کو

[1] پشت بر دیوار کنایہ از متحیر ۱۲
[2] مہرہاے سیم کنایہ از ستارگان ۱۲
[3] فروتن یعنی متواضع
[4] پشت دوتا یعنی پشت خمیدہ ۱۲
[5] پشت گرمی یعنی تقویت و مددگاری ۱۲
[6] پشت داری یعنی پشتیبانی ۱۲

اِسی پشتِ مبارک سے ملا اعزازِ پشتی کو
اِسی کی پشت نے قوّت عطا کی پشتِ ماہی کو

باین توقیر پشتِ ہمّتش بر خویشتن باشد
بشاباشِ دلم دستِ کرم بر پشتِ من باشد

سینۂ مبارک

کشیدم سینہ بر مضمونِ حسنِ سینۂ روشن
ببین سینہ کاوی یافتم گنجینۂ روشن
۳۵۲
کشادم سینہ آوردم بدست آئینۂ روشن
دل وجانم فداے سینۂ بے کینۂ روشن

زموے عنبرین از سینہ اش تا ناف تحریرے
کہ سلکِ فقرہ ہاے پشتِ او از سبحہ تصویرے

نگہ گردن سے جب اُتری تو آگے آگیا سینہ
مصفا ظاہری تشبیہ مین ہے مثلِ آئینہ
۳۵۳
اسیمین پیپان صدرِ حریمِ قلب کا زینہ
بلاغت نے اسے اسرار کا مانا ہے گنجینہ

اسی مین دل ہے دل مین اپنے خالق کی محبّت ہی
اسی مین راز ہے یہ راز دانون کی حقیقت ہی

وِلا بے داغ ہے یہ اور ہمین داغ رہتے ہین
یہ غم پرور ہے جس سے وہ غمِ اُمّت کو سہتے ہین
۳۵۴
سخن پرور اسیکو سینۂ بے کینہ کہتے ہین
اسی چشمے سے آبِ دل بلند و اشک بہتے ہین

اسی سینے سے وہ سینہ سپر ہے اپنی اُمّت کا

---

۱ پشت ماہی یعنی تحت زمین ۱۲
۲ پشت بر خویشتن بودن یعنی خود را در نظر نیاوردن ۱۲
۳ دست بر پشت زدن یعنی تحسین و آفرین کردن ۱۲
۴ سینہ کشیدن یعنی سربلند بودن ۱۲
۵ سینہ کشادن بمعنی خوشحال شدن ۱۲
۶ سینہ کاوی بمعنی کوشش بلیغ (آصفیہ) ۱۲
۷ غم پرور بمعنی غمگسار ۱۲
۸ سینہ سپر بمعنی ثابت قدم و مددگار ۱۲

اسی سینے سے اُمت کو بھروسہ ہے شفاعت کا

لطیف وصاف وروشن صبح پرور ہین صفات اسکے
کریم النفس و اخلاق و نیکی ملحقات اسکے
۳۵۵
بلور و صفحہ و آئینہ تشبیہات ذات اسکے
سخن دانانِ عالم جانتے ہین سب نکات اسکے

فرشتے آسمان پر لوحِ محفوظ اسکو کہتے ہین
اسی سینے مین آیاتِ مُبین محفوظ رہتے ہین

قلبِ مبارک

ولا تصویرِ دل مین آلہ برقی کی صنعت ہی
نقوشِ عضوِ مخفی مین یہ استادونکی جدت ہی
۳۵۶
ذریعہ عکس کا دل کی کشش اور جذبِ اُلفت ہے
نگارہ سادہ لوحانِ جہان مین یہ کرامت ہے

توجہ سے جمایا اپنی لوحِ دل پہ جب خاکا
لیا کاغذ پہ ہم نے عکس پھر قلبِ معلّیٰ کا

صفاتِ دل مین ہم دل دیکھکے اے دلربا تجکو
خبر ہے اس دلِ عاشق کی محبوبِ خدا تجکو
۳۵۷
سخن مین جب بنے بیدل[1] تو پھر دلبر کہا تجکو
خداوندِ تعالی نے خود اپنا دل دیا تجکو

تجھے دلدار کہتے ہین ترا دل تیرے پہلو مین
نہین اے دلستان۔ ہے ہے مرا دل اپنے قابو مین

وہان تصویرِ دل لینے گئے تھے دیکھے دل آئے
۳۵۸
یہان لینے کے دینے پڑگئے ہم دلمین گھبرائے

[1] بیدل یعنی عاشق و شاعر معروف ۱۲

بنے بیدل تو کھو کر اپنا دل ہر گز نہ پچتائے
وِلاؔ پھر کیون نہ اسکے ہو رہین ہم جسپہ دل آئے

غنیمت ہے بنی تصویرِ دل تصویرِ دل اپنی
دلِ شیدا پریشان ہے طبیعت مستقل اپنی

۲۵۹ مرا دل بڑھ گیا تونے بڑھایا جب مرے دلکو
ملایا حُسنِ صورت سے ترے حُسنِ خصائل کو
کیا پھر منتخب تصویر مین اندازِ شکل کو
کیا تصویرِ دل سے منطبق تیرے شمائل کو

مرے دل پر تری تصویرِ دل ایسی اُتر آئی
کہ آنکھون مین دلِ آگاہ کی صورت نظر آئی

۳۶۰ صفاتِ دل ہین اُلفت خیز و صاف و نازک و روشن
اسی دل کے لئے ہے پردۂ دل اسکا پیراہن
شباہت مین ہی طفل و لوح و شیشہ غنچۂ گلشن
اسکی برگِ گُل اور دامنِ گُل بنگیا دامن

وہ دلجو ہے تو دلدادہ ہون مین اسکی عنایت کا
وہ دلکش ہے مین جان و دل سے ہون بندہ محبت کا

۳۶۱ وِلاؔ دلبستگی ہے مجکو وصفِ دل سے سرتاسر
دلیری اور دل افروزی کے ہین اس قلب مین جوہر
وہ میری دلدہی کرتا ہے مین قربان ہون اُسپر
یہ دلسوزی مین ہی مشہور دلداری مین نام آور

دماغ و دل بہم شاہ و وزیرِ کشورِ تن ہین
انھین کے کارنامے مثل مہر و ماہ روشن ہین

له تصویر دل یعنی نقش دل ۱۲
ع دل افروزی یعنی روشن کردن دل و دیگر دل نفروز ۱۲

۳۶۲
ترا دل ہو بہو واقف ہے میرے دُکھ بھرے دل سے
رہے دل جسکے پہلو مین تری عزت کرے دل سے
توجہ سے کیا کرتا ہے وہ باتین مری دل سے
جو صوفی ہو وہ حق آگاہ واقف ہو تری دل سے

مین سالک ہون طریقت مین مرا رہبر ہے دل تیرا
شریعت مین وہ میرا رہنما پیرو ہے دل میرا

شکمِ مبارک

۳۶۳
نکالا حوصلہ وصفِ شکم ہو اس سے کیا بہتر
نہ تھے سرور ہمارے کہانے پینے مین شکم پرور
سوا ر البطن ہے اہلِ شمائل کی زبانو نپر
غذا رہتی تھی کم صائم رہا کرتے تھے آپ اکثر

بیان کیا اس سے بڑہکر ہو نہ منہ مین دانت ہی کوئی
ضعیفی سے نہ اپنے پیٹ مین یان آنت ہے کوئی

۳۶۴
اذوقے مین وہان کچھ ایسی قلت پائی جاتی تہی
اِدہر دائم غذا بھی بھوک سی کم کہائی جاتی تہی
طبیعت دیکھکر اسکو وِلا گھبرائی جاتی تھی
اُدہر فاقون سے دعوت صبر کی فرمائی جاتی تہی

شکم بندہ نہ تھے روٹی نہین پاتے تھے وہ اکثر
مگر شام و سحر اُمت کا غم کہاتے تھے وہ اکثر

۳۶۵
نہ تھا یہ حالِ سرور تنگیِ وجہِ معیشت سے
سمجھ سکتے ہین ہم انکا حَشَم انکی حکومت سے
رہا کرتے تھے وہ مجبور ایثارِ طبیعت سے
مگر کرتے تہے نفرت مالِ دنیا کی فراغت سے

ولاؔ اسیری مین وہ شکرانہ نعمت بجا لاتے
تضرع ۔ ذکر حق تکلیف کی حالت مین فرماتے

۳۶۶
تنور بطن مین رہتی تھی آتش بھوک کی لیکن
نہ رہتے تھے وہ تکلیف و صعوبت سے کبھی ایمن
سہا کرتے تھے اسکو جسقدر انسان سے ممکن
ریاضت مین بسر کرتے تھے اپنی زندگی کے دن

کبھی معدے پہ پتھر باندہ کر تسکین پاتے تھے
کبھی تکلیف بڑہ جاتی تو بیٹھے مسکراتے تھے

کمر مبارک

۳۶۷
کمر بستہ ہین ہم وصف کمر کی موشگافی مین
سکوت جملہ ارباب شمائل کی منافی مین
کمر موے کمر ہے حسن ترکیب اضافی مین
لکھین گے ہم مگر مافات کی حسن تلافی مین

حقیقت آپکی نازک کمر کی آپ ہی جانین
نزاکت کیون نہ ہم موے میان کی اے ولاؔ مانین

۳۶۸
کمر باندھے ہوے رہتے تھے آپ امداد ہمت پر
کسا کرتے تھے جب اپنی کمر فوجی حمایت پر
بھروسہ آپکو رہتا تھا خالق کی اعانت پر
کمر دیوال مین ہتھیار رہتے تھے ضرورت پر

کمر دشمن کی انکے دبدبے سے ٹوٹ جاتی تھی
عدو کے ہاتھ سے تلوار اسکی چھوٹ جاتی تھی

کمر کا کھولنا ممنوع تھا انکی لڑائی مین کمر وہ ٹھوکتے تھے فوج کی جنگ آزمائی مین	۲۶۹	کمر وہ باندھتے تھے چست لشکر کی چڑھائی مین فتوحاتِ عرب کی دھوم تھی ساری خدائی مین
	برزمش آبِ شمشیرے کہ او راتا کمر دیدم مقابل راہمان آبِ کمر بالاے سر دیدم	
کمر جب ٹوٹ جاتی تھی ہر اک مشرک ستمگر کی کمر جب بیٹھ جاتی تھی عدوے فتنہ پرور کی	۲۷۰	کمر سیدھی ہوا کرتی تھی پیغمبر کے لشکر کی کمر کھلتی تھی اپنے سرورِ ذیشان پیمبر کی
	اسی موے کمر کے وصف مین ہم ہین کمر بستہ یہان موے میان سے ہے کمر کا راز سربستہ	
وِلا موے میان خوبانِ عالم کی نزاکت ہی کمر مین آپکی مینیار یہ عینِ حقیقت ہے	۲۷۱	اسی سے انکی تعریفِ کمر حسنِ بلاغت ہے اسی موے میان کی شاخِ تشبیہی رعایت ہے
	سخنور متفق ہین آپ کے حسنِ سراپا مین کمر معدوم ہے مثلِ دہن تحقیقِ اعضا مین	

پاے مبارک

قدم کے وصف مین میرا قلم کاغذ پہ چلتا ہی بلاغت نے کہا تشبیہ مین یہ ہمسرِ پا ہے	۲۷۲	یہ مثلِ پاے نازک ہے روان اور قد مین سیدھا ہے سخندانون نے ایسا رہنما قسمت سے پایا ہے

لقب ہے (خامۂ پا) استخوانِ کعب انسان کا اسی کی ہمرہی سے کام چلتا ہے سخندان کا		
قدم پائے تو اُنپر رکھدیا سراے ولا ہم نے انھین قدمونکو آنکھون سے لگایا ساری عالم نے	۳۷۳	ہمارے سر پہ رکھا ہاتھ اس خُلقِ مجسّم نے ولا آنکھون کو بخشا نور اس پاے مکرّم نے
قدم ہم نے لئے آہی گئی جب پاؤن کی باری چلو ہونے لگی پھر خلد کو چلنے کی تیاری		
انھین قدمون پہ سر رکھتے ہین سردارانِ ذی شوکت فدا نقشِ قدم پر رہروانِ وادیِ غربت	۳۷۴	قدمبوسی انھین قدمونکی ہے سرمایۂ عزت انھین قدمون کے پیرو سالکانِ رہبرِ ملت
علوِ عرش و کرسی پاے اقدس ہی کا پایا ہے جھان مین وصفِ پامردی انھین قدمونکا سایا ہے		
تفنگ پاے اقدس حربۂ دستِ بلاغت ہے اسی کے زانوے روشن مین مخزن کی شباہت ہے	۳۷۵	مثلث دستۂ بندوق ان رانونکی ہیات ہے اسی مین ساق کی ہے نال یہ خالق کی صنعت ہے
سنا یہ خود بخود چلتی ہے گو ٹوٹون سے خالی ہے بچواے کافر و کفار پر یہ چلنے والی ہے		
یھان ہم پاؤن اپنے قبر مین لٹکاے بیٹھے ہین	۳۷۶	گناہون سے سراسر پا بگل شرمائے بیٹھے ہین

انھین قدمون کے آگے ہاتھ ہم پھیلاے بیٹھے ہین　　وِلاؔ اقدام کی مدحت کا چسکا پاے بیٹھے ہین

بنی ہے اپنی ہیأت خاکساری مین یہان جیسی
نہ ہوگی پاؤن کے نیچے کی مٹی بھی کبھی ایسی

رانِ مبارک

۳۷۷
کشادم[1] ران براسپِ خامہ بہرِ مدحتِ رائے　　فشردم[2] ران فدا گشتم بران اور دست چوگانے
سرِ من گوے این چوگان خیالم ہیچو میدانے　　برنگِ حکمران[3] آمد درین میدان سخن دانے

سخن دانان لقب کردند در عالم سخندانم
بحمد اللہ کنون در مدحتِ رانش سخن رانم[4]

۳۷۸
بلاغت نے کہا بحرِ کمر سے نہر چلتی ہے　　پھڑکتی ہین اسی مین مچھلیان تشبیہ اچھی ہے
حقیقت مین وِلاؔ یہ منزلِ کعبہ کی کرسی ہے　　اسی کرسی پہ قائم آسمانِ عرش و کرسی ہے

یہ وہ ارکانِ عالی ہین جو سقفِ تن کے ہین حامل
ہم ان دونون کو کہتے ہین رواقِ حاملِ منزل

زانوے مبارک

۳۷۹
شکستم[5] زانوے خود را بہنگامِ سخن گفتن　　کہ آئینِ ادب باشد ہمین در بحرِ جان سفتن
بپاے او کہ زانو نیست چون آئینہ روشن　　وِلاؔ در پردہ با تو نیست گوئی در حریمِ تن

[1] ران کشادن بمعنی سوار اسپ شدن ۱۲
[2] ران افشردن بمعنی تیز کردن اسپ ۱۲
[3] حکمران بمعنی بادشاہ ۱۲
[4] سخن راندن بمعنی سخن گفتن ۱۲
[5] زانو شکستن با ادب نشستن ۱۲

یہ مثل ہے ۱۲

ازین آئینہ روشن چو روشن شد مکانِ او
بچشم آمد مرا تصویرِ وصلِ ساق و رانِ او

ساقِ مبارک

یہان شاقِ قلم مدّاح ہے اس ساقِ سیمین کی چمن مین ساقِ گُل شاکی بنی اندازِ گلچین کی	۳۸۰	نزاکت ساقِ نازک میری تصویرِ مضامین کی یہان ساقِ قلم ممنونِ سخندانون کی تحسین کی

انھین ساقون کی دو نلیون مین ہم نے نالیان پائین
وِلاان نالیون پر ہمنے جیتی مچھلیان پائین

کعبِ مبارک

وِلا ساقِ مبارک سے ہی آگے کعبِ نورانی گلابی رنگ پر یہ استخوان لعلِ بدخشانی	۳۸۱	اسی کو قاب کہتے ہین سخندانانِ ایرانی یہی کرتا ہے بندِ پاے اقدس کی نگہبانی

بلندی مین نظر آنے لگا جب دور سے کعبہ
قدم بوسی مین ہم کرنے لگے اس کعب کو سجدہ

وِلا یہ کعبِ محبوبِ خداے بندہ پرور ہے اگر وہ مسجدِ خالق ہے یہ مسجد کا منبر ہے	۳۸۲	وہ کعبہ سجدہ گاہِ خلق ہے اللہ کا گھر ہے قدم سے منبرِ کعبہ پہ یہ کعبِ پیمبر ہے

فضیلت اس کی ثابت ہو گئی کعبے کے منبر پر

یہ محبوبِ خدا ہے اور وہ عاشق پیمبر پر

قدمِ مبارک

۳۸۳
قدم بوسی کے صدقے مین وؔلا رازِ قدم پایا — اسی بوسے سے تصویرِ قدم کا پڑ گیا پایا
ہوا جب خاکِ پا۔ نقشِ قدم کا لطف ہاتھ آیا — رہے زیرِ قدم قوسِ قدم کا ہمپہ تھا سایا

وضو کرنے لگے جب آپ ہم تھے سامنے حاضر
جمی تھین اپنی آنکھین ہم سراپا حاضر و ناظر

پنجہ پاے مبارک و پاشنہ مبارک

۳۸۴
وؔلا رازِ اقامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ — مقامِ حُسنِ قامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ
دلیلِ استقامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ — حسینونکی قیامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ

قیامت کیون نہو قائم اسی پنجے کی ٹھوکر سے
قیامت ہے ہر اک اُنگلی کفِ میدانِ محشر سے

کفِ پاے مبارک

۳۸۵
کفِ پاکا۔ خمِ نازک نظر آتا تھا پنجے سے — گزر جاتی تھین جھیلین اس پُلِ نازک کے نیچے سے
نظر آتا تھا وہ دریاے رحمت کے کنارے سے — عیان تھی پائداری لے وؔلا اس پُل کے پائے سے

انھین قدمونکا صدقہ ہے کہ وہ سردار ہے اپنا

اِسی پل کی بدولت آج بیڑا پار ہے اپنا

ناخنِ پاے مبارک

فدا ابروے خوبان خم پہ تیرے ناخنِ پا کے تصدق تیغِ بُرّان خم پہ تیرے ناخنِ پا کے	۳۸۶	ہلالِ چرخ قربان خم پہ تیرے ناخنِ پا کے ہے ناخن گیر حیران خم پہ تیرے ناخنِ پا کے

تعجب سے ہوے ناخن بدندان[1] چارون بیچارے
پڑے ہین ناخنون مین میل ہین ناخن کے یہ سارے

نعلینِ مبارک

وِلا نعلینِ اقدس آپکے قدمون پہ قربان ہین چرن بردار ہین ہم اپنی اس خدمت پہ نازان ہین	۳۸۷	فدا نعلینِ اطہر پر یہان اپنے دل و جان ہین تصدق لے وِلا اس بند پر ساری سخندانی ہین

گذارم دیدہ[2] پیش او چو بر نعلین بخشاید
کشم از چشم خود نعلین را چون خانہ باز آید

رفتارِ مبارک

یہان رفتارِ اقدس سے زمین کو وہ ملا رتبا وہ خود چلنے لگی آگے ادب کا یہ تقاضا تھا	۳۸۸	ترے زیرِ قدم تھی آسمان پر تھا دماغ اُس کا فلک تھامے ہوے تھا سر پہ تیرے بر کا چھاتا

حسینانِ جہان اس راہ پر آنکھین بچھاتے تھے

[1] ناخن بدندان گرفتن از حیرانی و تعجب ۱۲
[2] دیدہ سرکشادن ۱۲ چیزی را بدیدہ آن کشیدن ۱۲

ہمین اٹھکھیلیون سے بہاؤ چلنے کا بتاتے تھے

تصدق ہین تری رفتار پراے رہبر کامل ترے نقش قدم پر چل رہے ہین جملہ اہل دل	۳۸۹	ترے پیرو ہین سارے سالکان عازم منزل بھٹک کر چلدئے جو چال سے تیری ہوی غافل

شریعت ہاتھ مین تیرے تو قدمو ن مین طریقت تھی
شریعت مین طریقت اور طریقت مین شریعت تھی

نگہ رہتی تھی دائم راہ پر یہ تھا شعار ان کا جھکی رہتی تھی گردن چال مین یہ انکسار ان کا	۳۹۰	جمے رہتے تھے مسلک پر قدم یہ اقتدار انکا مؤدب سامنے چلتے صحابہ یہ وقار انکا

قدم آہستگی کے ساتھ رہ رہ کر اٹھاتے تھے
سرافرازان عالم جن کے آگے سر جھکاتے تھے

خاتمہ سراپا

سراپا ہو گیا تیار محبوب خدا تیرا ترے دربار عالی مین قصیدہ خوان و لا تیرا	۳۹۱	یہی نقش شمائل بن گیا سرتا بپا تیرا ترا مداح اس تاریخ سے بس ہوچکا تیرا

دعا یہ ہے سراپا ؤن پہ ہو اسکو شرف حاصل
ترا مداح نامی ہو ترے خدام مین داخل

ملائک۔ اہل جنت اسکو نقش حور کہتے ہین	۳۹۲	سخنور اس سراپا کو سراپا نور کہتے ہین

تجلّی سے کلیم اللہ شمعِ طور کہتے ہین | سراپاے رسول اللہ اِسے جمہور کہتے ہین

کوئی کہتا ہے تصویرِ پری اور کوئی حور اسکو
کہا ہے صاحبِ لولاک نے تصویرِ نور اسکو
۱۳۰۴ھ

دُعا

۳۹۳
یہی ہے التجا میری خداوندِ قدر قدرت | صلے مین اس سراپا کے عطا ہو مجکو یہ نعمت
رہون جب تک مین دُنیا مین ہے قائم مری صحت | اگر ہو جاے اس دُنیاے فانی سے مری رحلت

رسول اللہ کے خدام مین پاؤن جگہ ایسی
کہ جس کا جائزہ ملجاے اس عالم مین جیتے جی

۳۹۴
رہے جب تک چمک عارض کی یارب وہی تابان مین | دمک جب تک رہے میرے خدا لولوے دندان مین
الٰہی جب تلک اعضا مین قائم جسمِ انسان مین | خداوندا رہے جب تک تعلق جسم اور جان مین

سخندانانِ عالم مین سخن فہمی رہے یارب
جہان مین قدر قائم نکتہ سنجی کی رہے یارب

۳۹۵
مضامینِ سخن مین داورا جب تک بلاغت ہو | بلاغت مین الٰہی جب تلک حُسنِ کنایت ہو
سخن سنجی مین جب تک یا خدا وصفِ فصاحت ہو | فصاحت مین خدایا جب تلک لطفِ لطافت ہو

سریر آراے ملکِ نظم عثمانِ سخنور ہو

نظامِ سلطنت نظمِ کواکب کے برابر ہو

۳۹۶
رہین معدن مین جب تک یا آلہی جوہرِ کانی
زمین پر بحر ہو جب تک آلہی بحر مین پانی
رہین جوہر مین یارب جب تلک لعلِ بدخشانی
صدف مین ہو آلہی جب تلک لولوے عمانی

سخن سنجانِ نام آور پہ بارانِ گُہر برسے
بھرین وہ اپنا دامن دستِ عثمانِ سخنور سے

۳۹۷
رہین جب تک آلہی آسمان پر نیّر و اختر
رہے اوجِ فلک پر حکمران جب تک شہِ خاور
شبستان پر رہے پرتو فگن جب تک مہِ انور
رہے دنیا مین جب تک یا آلہی چرخ کو چکّر

رہے قائم دکن کی سلطنت مین دورِ عثمانی
شہِ عثمان سے روز افزون ہی قدرِ سخندانی

۳۹۸
رہے گلشن مین جب تک عاشقِ زلفِ سنبل
آلہی جب تلک ہو باغ مین بلبل کو عشقِ گُل
رہے سنبل مین جب تک یا خدا پیچ و خمِ کاکل
چہکتا جب تلک گلزار مین یارب رہے بلبل

جھڑین مُنہ سے سخن سنجون کے یارب پھول مدحت مین
شگفتہ دل ہین اس خسروِ آصف کی دولت مین

۳۹۹
رہے یارب سخن کا قدردان عثمانِ نام آور
آلہی اُسکے ہاتھون سے صلے پائین سخن پرور
سخن سنجی سے اسکی ہو عیان ہر ایک کا جوہر
بھرین مدّاح کا مُنہ ابرِ دستِ شاہ کے گوہر

قبائین تنگ ہون ایسے خوشی سے پھول جائین ہم
سلاطینِ سلف کی قدر دانی بھول جائین ہم

نمک پروردہ دولت ہون شہا اس ریاست کا
مرا حُسنِ طلب بھی حُسن ہے تیری سخاوت کا

۴۰۰

اسی دولت سے پاتا ہون وظیفہ حُسنِ خدمت کا
دُعا گو ہون سراپا مین ترے لطف و عنایت کا

طفیلِ سرورِ ابرار۔ تیرے بخت یاور ہون
ترے حامی ابوبکر و عمر۔ عثمان و حیدر ہون

تمام شد

شکرانۂ قطعات تاریخ کتاب ہٰذا

مین اُن شعراے نازک خیال کا شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے کمال مہربانی سے اس کتاب کے متعلق قطعات تاریخی عنایت فرمائے جنکے اسماے گرامی ذیل مین عرض کئے جاتے ہین

نشان سلسلہ	تخلص	نام
۱	۲	۳
۱	ابر	عالیجناب مولوی محمد واحد علیصاحب انڈر سکرٹری فرمانرواے رامپور
۲	اثر	عالیجناب مولوی سیّد سجاد علیصاحب وظیفہ یاب دوم تعلقداری سلطنت آصفیہ ۔
۳	اختر	عالیجناب مولوی لطیف احمد صاحب مینائی معتمد و ناظم امور مذہبی سلطنت آصفیہ ۔
۴	امیر	عالیجناب مولوی میر حسن علیخانصاحب منصبدار و جاگیردار ملک سرکار عالی ۔
۵	انجم	عالیجناب نواب سید بہادر حسین خانصاحب نیشاپوری ۔ لکھنوی
۶	انور	عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب مینائی خلف الرشید حضرت اختر مینائی ۔
۷	جلیل	عالیجناب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر استاذ السلطان ۔
۸	سما	عزیزی مولوی حبیب اللہ صاحب ابن مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم ناظم علاقہ

۹	شوکت	عالیجناب مولوی میر کاظم علی صاحب بلگرامی تلمیذ رشید حضرت امیر مینائی مغفور
۱۰	عاصی	عالیجناب مولوی سید عبد الرزاق صاحب سشن جج جاگیرات عالیجناب نواب فخر الملک بہادر۔
۱۱	عشق	عالیجناب مولوی حبیب اللہ صاحب نائطی۔ جاگیردار ضلع نلور صوبہ مدراس
۱۲	علامی	عالیجناب مولوی فصیح الدین احمد خان صاحب ایچ۔ سی۔ ایس۔ معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری۔
۱۳	فاضل	عالیجناب مولوی سید غلام جبار صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی
۱۴	قادر	عالیجناب مولوی قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ صرفخاص مبارک
۱۵	قاصد	عالیجناب مولوی فاضل ابو طیب محمد یحیی صاحب وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی
۱۶	قیصر	عالیجناب مولوی سید ابو الحسن صاحب تعلقدار کورٹ آف وارڈس سرکار عالی
۱۷	محمود	عالیجناب مولوی سلطان محمود محی الدین صاحب نائطی وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی
۱۸	نیر	عالیجناب مولوی نور الحسن صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی یادگار حضرت محسن مرحوم
۱۹	واقف	عالیجناب مولوی حکیم امتیاز حسین صاحب ابو العلائی۔ طبیب سلطانی۔
۲۰	وفا	برخوردار مولوی رکن الدین احمد صاحب نائطی ابن مصنف کتاب ہذا
۲۱	ہاتف	عالیجناب مولوی حاجی حکیم عاشق حسین صاحب ابو العلائی

حضرت آہر۔ عالیجناب مولوی محمد واحد علی صاحب انڈر سکرٹری فرمانرواے ریاست رامپور

واہ رے طبعِ ولا کا حسنِ حیرت آفرین
جسکے آگے ذکرِ حسنِ حور سرتا سر قصور

وہ سراپاے شہِ بطحا کیا ہے اپنے نظم
ہو رہا ہے جس سے زورِ کلکِ قدرت کا ظہور

چستیِ بندش ہے بنا ہر شعر اک چوٹی کا شعر
دلکشی سے حسنِ مضمون غیرتِ گیسوے حور

عالمِ انوارِ رحمت صفحۂ کاغذ پہ ہے
وادیِ ایمن مین یا روشن ہوئی ہی شمعِ طور

کھینچنا مشکل تھا نقشہ حسنِ احمد کا مگر
فکرِ پرنور ولا نے کھینچدی تصویرِ نور
۱۹۱۹ء

حضرت اثر۔ عالیجناب مولوی سید سجاد علی صاحب وظیفہ یاب حسن خدمت دوم تعلقداری سلطنت آصفیہ

بارک اللہ طبعِ وقادِ ولا
کرلیا سرمایۂ دارین خوب

برزخِ علم و عمل پایا تجھے
دین و دنیا کے ملے قوسین خوب

شاعری کا لطف ہے اور نعت مین
کر دکھایا مجمع البحرین خوب

بول بالا ملک و مالک کا رہے
ہے مبارک یہ قرانِ سعدین خوب

مصرعِ تاریخ اثر کرتا ہون نذر
ہے سراپاے شہ کونین خوب
۱۳۳۸ھ

حضرت اختر۔ عالیجناب مولوی لطیف احمد صاحب مینائی معتمد و ناظم امور مذہبی سرکار عالی

ٹپکتا ہے رنگِ عقیدت سخن سے — وِلا کو مبارک تو لائے سرور
یہ ہے چشمِ بد دور وہ نعت جس کو — لگاتے ہین آنکھون سے شیدائے سرور
سراپائے پرنور کا صفحہ صفحہ — ہے آئینۂ روئے زیبائے سرور
کلامِ درخشان کے پردے مین گویا — چمکتی ہے برقِ تجلائے سرور
مصنّف نے ایسا دکھایا ہے نقشہ — کہ آنکھین ہین محوِ تماشائے سرور
سراپا نگاری کی غایت یہی ہے — بڑہے ذوق و شوق و تمنائے سرور
یہ ہے اسکے چھپنے کی تاریخ اختر — لکھا بے تکلّف سراپائے سرور
۱۳۳۸ھ

حضرت **امیرؔ** - عالیجناب میر حسن علیخان صاحب منصبدار و جاگیردار سرکار عالی

لکھا وِلا نے حلیۂ پُرنور مصطفے — مقبول لا کلام ہے مومن کی جان ہے
ہاتف نے سالِ طبع کہا اسکا اے امیر — کیا فخر انبیا کا سراپا بیان ہے
۱۳۳۸ھ

حضرت **انجمؔ** - عالیجناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب نیشاپوری. لکھنوی

خلق مین پھیلا ہوا ہے آجکل نورِ وِلا — ہو گیا شائع دکن سے اب سراپائے حضور
نذرِ انجم ہے یہ اس کا قطعۂ تاریخ طبع — آئینہ ہے طور کا یہ جلوۂ تصویرِ نور
۱۳۳۸ھ

حضرت **انورؔ** - عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب مینائی خلف الرشید حضرت اختر مینائی

سخن مین عجب رنگ تاثیر ہے — سراپا ہے یا نقشِ تسخیر ہے

ہر اک نقطہ ہے خالِ رخسارِ حور — ہر اک سطر زلفِ گرہ گیر ہے
معانی وہ روشن ہیں جن پہ نثار — مہ و مہر و انجم کی تنویر ہے
لکھی کلکِ انور نے تاریخ طبع — شفیع الامم کی یہ تصویر ہے

حضرت جلیل۔ عالیجناب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر استاذ السلطان

یہ نعت پاک کیا دلکش ہے دیکھو دل آرا ہے — سرور جان و ذوق قلب ہر اک آنکھ کا تارا ہے
زہے مدحت طرازی زیورِ گلہائے مضمون سے — عروس نظم کو فکر ولا نے کیا سنوارا ہے
یہ وہ اشعارِ رنگین ہیں جنھیں پیش نظر رکھنا — ریاضِ خلد کی ہے سیر حور کا نظارا ہے
یہ وہ آئینۂ جذبات ہے جس سے مصنف کا — خلوصِ دل نمایاں ہے عقیدت آشکارا ہے
تعالی اللہ سراپا ہے یہ اُس نورِ مجسم کا — جو رحمت کا ذریعہ ہے جو بخشش کا سہارا ہے
زبانِ حال سے نظم ولا کہتی ہے حضرت سے — صلہ اسکا نگاہِ مرحمت کا اک اشارا ہے
جلیل اس حلیۂ منظوم کی تاریخ لکھ تو بھی — سراپائے رسولِ پاک دیکھو کتنا پیارا ہے
۱۳۳۸ھ

جناب سما۔ عزیزی مولوی حبیب اللہ صاحب ناطقی ابن مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم ناظم عدالت

ولا نے خوب لکھا یہ سراپا — سراپا آئینہ ہے حسنِ مضمون
سما نے نور کی تاریخ لکھی — سراپا نور تصویر ہمایون
۱۳۳۸ھ

حضرت **شوکت** - عالیجناب مولوی میر کاظم علی صاحب بلگرامی - شاگرد رشید حضرت امیر مینائی مغفور

آتا ہے سراپا مین نظر جلوۂ حور	ہے معجزۂ نبی کا اس مین بھی ظہور
کیا نور کی تاریخ کہی **شوکت** نے	اعجاز سراپا ہے یہ تصویر نور ۱۳۳۸

حضرت **عاصی** - عالیجناب مولوی سید عبد الرزاق صاحب سشن جج جاگیرات عالیجناب نواب فخر الملک بہادر

یہ سراپا شہ دو عالم کا	ہے فصیح و بلیغ و پر شوکت
یون تو اورون نے بھی کیا ہے نظم	لیکن اسمین ولا کی جدت
اس سے اب مفتخر زبان ہوئی	**عاصی** اردو پہ اسکی ہے منت
ہے نئے طرز کا سراپا یہ	کیون نہو شاعرونکو پھر حیرت
کیسی کیسی نئی ہین تشبیہین	اور مضامین کی ہے کیا رفعت
استعارہ ہر ایک تازہ ہے	اور دیکھو زبان کی قوت
فکر تاریخ تھی تو آئی ندا -	کہ سراپا ہے آیت رحمت ۱۳۳۸

حضرت **عشق** - عالیجناب مولوی حبیب اللہ صاحب نائطی جاگیردار ضلع نلور صوبہ مدراس

لِلّٰہِ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست	آخر آمد زپس پردۂ تقدیر - بساز

اے وِلاؔ آپ نے کیا خوب سراپا لکھا — واہ اس مین بھی نیا رنگ نرالا انداز
ہم نے دیکھے ہین زمانے مین سراپے اکثر — درحقیقت یہ سراپا ہے سراپا ممتاز
چشم بد دور یہ تصویر نبی نورانی — بارک اللہ عجب نقش عجب ہے پرداز
ہو بہو عاشق و معشوق کی تصویر ہے یہ — ہے کہین ناز و تعلّی تو کہین عجز و نیاز
بندش و حسن مضامین کا بھلا کیا کہنا — ہے فصاحت مین بہم لطف بلاغت و [illegible]
سال تاریخ کی تھی فکر تو دل نے اے عشقؔ — کہدیا (نور کی تصویر) (سراپا اعجاز)
۱۳۳۸

حضرت علاّمی۔ عالیجناب مولوی فصیح الدین احمد خان صاحب ایچ۔ سی۔ ایس
معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری

واہ کیا اچھا کیا یہ کام تم نے اے وِلاؔ — اس سراپاے مقدّس کی ہو شہرت دور دور
اسکو گر کہئے سراپا یہ سراپا نور ہے — یہ اگر تصویر ہے نقشِ پری۔ تصویر حور
اِک نہ اِک دن مین کہا دونگا حضور شاہ سے — اے وِلاؔ اس کا صلہ پا کر رہو گے تم ضرور
یون تو اس دنیا مین کرہی رہیگی اسکی قدر — پر جزا پاؤگے تم کچھ اور ہی یوم النشور
نور کی تاریخ علاّمیؔ نے لکھّی فی البدیہہ — واہ کیا اچھّی چھپی یہ دلربا تصویر نور
۱۳۳۸

حضرت فاضل۔ عالیجناب مولوی سیّد غلام جبّار صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت

یہ اعجاز ہے حلیۂ پاک مین — سراپا ہے تنویر نور نبی

کہا ہے مین نے **فاضل** سراپا کا سال — قصیدے مین تصویرِ نورِ نبی
۱۳۳۸ھ

حضرت **قادر** ۔ عالیجناب مولوی قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ مبارک

خوب کھینچی عزیز جنگ نے خوب — سرورِ کائنات کی تصویر
اس سراپا کا سال ہے **قادر** — سورۂ نور کی ہوئی تفسیر
۱۳۳۸ھ

حضرت **قاصد** ۔ عالیجناب مولوی فاضل ابو طیب محمد یحییٰ صاحب وکیل ہائیکورٹ

نورِ احمد کا یہ سراپا ہے — ہے ہر اک حرف سے عیان تنویر
کیون نہ چمکے یہ مصرعِ تاریخ — ہے یہ تصویرِ نورِ ماہِ منیر
۱۳۳۸ھ

حضرت **قیصر** ۔ عالیجناب مولوی سید ابوالحسن صاحب تعلقدار کورٹ آف وارڈس

حقیقت مین تصویر ہے نور کی — بڑہی اس سراپا سے توقیرِ نور
کتابی ہے چہرہ تو لب ہین ورق — لبون پر خطِ لب ہے تحریرِ نور
جبین پر کھینچی جسکے تصویر پاک — وہ ابروے خمدار شمشیرِ نور
سراپا منور ہے چشمِ منیر — ہے نورٌ علیٰ نور تنویرِ نور
اسی نورِ عارض کا مصحف ہے نام — منور بنی خط سے تفسیرِ نور
اسی کی بدولت زمانے مین آج — مقدر سے چمکی ہے تقدیرِ نور
کہی اسکی تاریخ **قیصر** نے خوب — سراپا ہے کامل وہ (تصویرِ نور)
۱۳۳۸ھ

حضرت **محمود** - عالیجناب مولوی سلطان محمود محی الدین صاحب نائطی وکیل ہائیکورٹ

یہ سراپاے رسول پاک ہے	یا ہے لوح عرش کی تحریر نور
عرض کی محمود نے تاریخ طبع	پاک و نورانی ہے یہ تصویر نور ۱۳۳۸ھ

حضرت **نیّر** - عالیجناب مولوی نورالحسن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی -

یادگار حضرت محسن مرحوم

سراپا یہ بے مثل ہے اے ولا	ہوئی جسکی شہرت بڑی دور دور
کہی فکر نیّر نے تاریخ طبع	کہنچی ہے یہ تصویر گلزار نور ۱۳۳۸ھ

حضرت **واقف** - عالیجناب مولوی حکیم امتیاز حسین صاحب ابوالعلائی

طبیب سلطانی

لکہتا ہے سراپاے رسول اکرم	کیا خوب کیا کام ولا نے کیا خوب
واقف سن فصلی مین کہو سال طبع	ہے نور کی تصویر سراپا محبوب ۱۳۲۹ف

وفا - برخوردار مولوی رکن الدین احمد صاحب نائطی فرزند ولا تلمیذ حضرت اختر مینائی

رسول خدا کا سراپا ہے یہہ	ہوا اس کا شہرہ بہت دور دور
کوئی اس کو کہتا ہے نقش پری	کوئی اسکو کہتا ہے تصویر حور
سمجھتا ہے کوئی اسے مہر و ماہ	سمجھتا ہے کوئی تجلاے طور

وفا اپنی اپنی سمجھ اپنے ساتھ	کسی کا نہیں اس مین کوئی قصور
کہا ہاتفِ غیب نے اس کا سال	سراپا میئز ہے تصویرِ نور ۱۳۳۸

حضرت ہاتفؔ ۔ عالیجناب مولوی ۔ حاجی ۔ حکیم ۔ عاشق حسین صاحب ابوالعلائی

دل نثارِ رخ زیبائے رسول اکرم	جان فدائے قدِ رعنائے رسولِ اکرم
ہے وِلا والہ وشیدائے رسول اکرم	ہے وِلا محوِ تجلّائے رسولِ اکرم
یک بیک محفلِ عشّاق مین بے پردہ ہوئی	دلمین پنہان تھی تمنّائے رسولِ اکرم
جب لکھا آپنے کاغذ ورقِ مہر بنا	حلیۂ حُسنِ دل آرائے رسولِ اکرم
اپنی آنکھون سے کلیجے سے لگا لیتا ہے	اسکو پاتا ہے جو شیدائے رسولِ اکرم
سنہ طبع کرو عرض وِلا سے ہاتفؔ	مرحبا نورِ سراپائے رسولِ اکرم ۱۳۳۸ھ

ختم شد

دستخط مصنّف

تصحیح الاغلاط

۱

نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۵	۱۳	او	باو
۳۹	۱۲ حاشیہ	تبسّم	تبسّم
۴۰	۴	آلہ	آلے
۴۹	۱۳	موتے	موتی
۵۰	۱۰	ہن	ہین
۶۲	۲	غنچۂ	غنچہ
۹۱	۱۳	قدرت	قدرت مین

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔